مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

رضا کی ادویات۔ بے مثل خصوصیات

رضا کی دیگر مؤثر ادویات میں سے چند ایک نظر میں

نام دوا	قیمت	فوائد واستعمالات
انرجیک سیرپ ENERGIC Syrup	75/=	اعضائے رئیسہ وشریفہ (دل، دماغ، جگر) کی حفاظت کرتا ہے۔ جسم کو خون سے بھرپور کرتا ہے۔ ضائع شدہ توانائی بحال کرتا ہے۔
کف کل سیرپ COUGHKIL Syrup	30/=	خشک اور بلغمی کھانسی، کالی کھانسی، شدید کھانسی، دورے والی کھانسی، دمہ اور امراض سینہ میں بے حد مفید ہے۔
لیور جک سیرپ LIVERGIC Syrup	50/=	ضعف جگر، یرقان، ورم جگر، ہیپا ٹائٹس، جگر کا بڑھ جانا، جگر کا سکڑ جانا، ورم پتہ، مثانہ کی گرمی، سینہ اور ہاتھ پاؤں کی جلن میں مفید ہے۔
پیورِفک سیرپ PURIFIC Syrup	45/=	چہرے کے داغ دھبے، کیل مہاسے، گرمی دانے، پھوڑے پھنسیاں، خارش، الرجی، داد، چنبل بواسیر بادی وخونی میں مفید ہے۔ اعلیٰ مصفّی خون ہے۔
گائنو جیک سیرپ GYNOGIC Syrup	110/=	ایام کی بے قاعدگی، رحم کی کمزوری، ورم رحم، عادتی اسقاط حمل، اٹھرا، کمر درد اور جملہ امراض نسوانی میں اکسیر ہے۔
لیکورک کیپسولز LIKORIC Capsuls	90/=	سیلان الرحم (لیکوریا)، حادہ ومزمن کی مؤثر دوا ہے۔ اندام نہانی کے ورم اور سوزش کو دور کرتے ہیں، کیلشیم کی کمی، رحم اور متعلقات رحم کو تقویت دیتے ہیں۔
عرق جگر ARQ E JIGAR	60/=	جگر وطحال کے جملہ امراض، درد جگر، ورم جگر، جلندھر، ہیپا ٹائٹس کی جملہ اقسام میں مناسب بدرقات کے ساتھ حیرت انگیز نتائج کا حامل ہے۔
شربت بادام SHARBAT E BADAM	110/=	دماغ کو طاقت دیتا، حرارت کو تسکین دیتا ہے، سینہ وطبیعت کو نرم کرتا ہے۔
دافع جریان کورس DAF E JIRYAN Course	300/=	کثرتِ احتلام، جریان، سرعت انزال، ذکاوت حس اکسیر ہے۔
روزک سیرپ ROSIC Syrup	150/=	فطری قوت مدبرہ بدن کو بیدار کرتا ہے۔ ہاضمے کے عمل کو بہتر بناتا ہے۔ جگر اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے۔ خواتین کے لئے بہترین ٹانک ہے۔ زچہ وبچہ میں خون کی کمی دور کرتا ہے۔
کڈ ٹانک سیرپ KIDTONIC Syrup	27/=	بچوں کو قبض، اپھارہ، نفخ، پیچش، قے دست، کھانسی، نزلہ، زکام، بخار اور گلے کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ جسم کو طاقت دیتا اور غذائی کمی، خون کی کمی اور کیلشیم کی کمی کو پورا کرتا ہے۔
کشش (بریسٹ کریم) KASHISH Breast Cream	150/=	اکثر خواتین ایک ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد نسوانی خوبصورتی کھو دیتی ہیں۔ کشش (بریسٹ کریم) بریسٹ کو سڈول، خوبصورت اور پرکشش بناتی ہے۔

ریٹائرڈ پرسن، انویسٹر، ہول سیلرز، میڈیکل/سیلز ریپ، فری لانسرز، ڈسٹری بیوٹرز و مارکیٹرز متوجہ ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں میں رضا لیبارٹریز کی مایہ ناز ہربل ادویہ کی فرنچائز مارکیٹنگ کے لئے رابطہ فرمائیں۔ پرکشش پیکج، سیمپل، لٹریچر، اسٹیشنری اور پبلسٹی بذمہ کمپنی۔

ZAIGHAM ENTERPRISES

Distributer & Promoter of Medicine & General Items

F.U. 61-63, Dildar Shopping Center, Near Empress Market, Saddar, Karachi.

Ph. & Fax: 021-5219633, Cell: 0333-2166710, E Mail:raza_lab@yahoo.com

Regional Office: Main Bazar Sheikhupura. Ph.# 056-3091247

مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

ماہنامہ سلور جوبلی سال کراچی

معارفِ رضا

شمارہ نمبر 8 جلد نمبر 25 شوال المکرم ۱۴۲۶ھ نومبر ۲۰۰۵ء

ہدیہ فی شمارہ:	=/20 روپے
سالانہ:	عام ڈاک سے -/150
	رجسٹرڈ ڈاک سے -/300
بیرون ممالک:	-/10 ڈالر سالانہ
لائف ٹائم ممبرشپ:	-/300 ڈالر

دائرے میں سرخ نشان ممبرشپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرتعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214۔ حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ کراچی۔

۔نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی 74400۔ پوسٹ بکس نمبر 489

فون: 0091-21-2725150 **فیکس:** 0091-21-2732369

ای۔میل: marifraza_karachi@yahoo.com

ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس آئی آئی چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا)

''مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات ہر انگریزی ماہ کی ۱۰ر تاریخ تک ہمیں بھیج دیا کریں، مقالہ تحقیقی مع حوالہ جات ہو، ۵ر صفحات سے زیادہ کا نہ ہو، کسی دوسرے جریدہ یا ماہنامہ میں شائع شدہ نہ ہو۔ اس کی اشاعت کا فیصلہ ادارے کی مجلس تحقیق و تصنیف کرے گی۔'' (ادارتی بورڈ)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی قدس سرہٗ

رشکِ قمر ہوں رنگِ رخِ آفتاب ہوں
ذرہ ترا جو اے شہِ گردوں جناب ہوں

دُرِ نجف ہوں گوہر پاک خوشاب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بوتراب ہوں

گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشم پُر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پُر اضطراب ہوں

خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا
رنگِ پریدۂ رخِ گل کا جواب ہوں

بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
پروردۂ کنار سراب و حباب ہوں

عبرت فزا ہے شرم گناہ سے مرا سکوت
گویا لب خموش لحد کا جواب ہوں

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

مولا دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشک مژہ رسیدۂ چشم کباب ہوں

حسرت میں خاک بوسیٔ طیبہ کی اے رضا
ٹپکا جو چشم مہر سے وہ خون ناب ہوں

کس قدر ہے شاہِ دیں سے نسبتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

منقبتِ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم

کوثر بریلوی

نام ہے مولیٰ علی کا سب کا موضوعِ سخن
ذکر ہے مولیٰ علی کا انجمن در انجمن
ہیں یہی مشکل کشا اور ہیں یہی خیبر شکن
ان ہی سے شاداب ہے دینِ محمد کا چمن
کوئی دیکھے تو یہ شان و شوکتِ مولیٰ علی
آئینہ دارِ نبی ہے صورتِ مولیٰ علی

سرورِ دیں علم کا ہیں شہر اس کا در علی
معرفت کی راہ کے ہر موڑ پہ رہبر علی
بحرِ وحدت کے بڑے نایاب ہیں گوہر علی
ہیں جمالِ سرورِ کونین کے مظہر علی
صرف اتنی ہی نہیں ہے عظمتِ مولیٰ علی
ناطقِ قرآن بھی ہیں حضرتِ مولیٰ علی

وہ علی حیدر لقب پایا ہے جس نے بوتراب
حشر تک اس نام سے دنیا رہے گی فیضیاب
آپ ہی جو مثل اپنی آپ ہی اپنا جواب
کرسکے گا کیا کوئی ان کے مراتب کا حساب
کس قدر ہے شاہِ دیں سے نسبتِ مولیٰ علی
آپ کے داماد بھی ہیں حضرتِ مولیٰ علی

جب بھی کوئی شدتِ آلام سے گھبرا گیا
جب بھی کوئی ناتواں دکھ درد سے جھنجھلا گیا
جب کوئی گردشِ تقدیر سے اُکتا گیا
جب علی مشکل کشا لب پر کسی کے آگیا
آگئے فوراً مدد کو حضرتِ مولیٰ علی
کس قدر ہم سے ہے کوثرؔ شفقتِ مولیٰ علی

اپنی بات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات میں بڑی صراحت کے ساتھ ان اصولوں اور انتظامات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ رب العزت کی جانب سے دنیا و آخرت میں حساب کے فیصلوں کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق کرنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ انسانی تاریخ میں جب بھی کسی قوم نے اللہ تبارک تعالیٰ کے ان وضع کردہ اصولوں سے رو گردانی کی اور اس کے بھیجے ہوئے رسولان کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فرامین سے بغاوت کرکے اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی کوشش کی تو معاشرہ برائیوں کے دلدل میں پھنس جاتا ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دے کر خود کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور یہ آزمائش زلزلوں، سیلابوں اور طوفانوں کے عذاب کی صورت میں نازل ہوتی ہے۔

قارئین کرام!

گزشتہ ماہِ اکتوبر کی ۸ تاریخ کو صبح آٹھ بج کر پچاس منٹ پر اسلام آباد، آزاد کشمیر، سرحد اور پنجاب کے بعض علاقوں میں آنے والا قیامت خیز زلزلہ ہمارے لئے ایک ایسی آزمائش ثابت ہوئی جس کی مثال گزشتہ سو سال میں برصغیر جنوبی ایشیا میں نہیں ملتی۔ یہ زلزلہ ریکٹر اسکیل پر ۷.۶ تھا۔ تادمِ تحریر جاں بحق ہونے والوں کی غیر سرکاری تعداد چالیس ہزار سے متجاوز بتائی جاتی ہے، جبکہ زخمیوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے بھی زیادہ متوقع ہے۔ شدید اور مسلسل جھٹکوں سے صوبہ سرحد کے مانسہرہ کے علاقوں بالاکوٹ، ضلع شانگلا اور کوہستان میں جبکہ آزاد کشمیر کے علاقوں مظفر آباد، باغ، دارالخلافہ اسلام آباد اور دیگر چھوٹے شہروں میں سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان کی اطلاعات ملی ہیں۔ بیسیوں دیہات صفحۂ ہستی سے مٹ گئے اور ہزاروں کی تعداد میں مکانات اور چھوٹی بڑی عمارات پیوندِ زمیں ہوگئیں۔ پہاڑی تودے اور چٹانیں گرنے سے کئی اہم سڑکیں بند ہوگئیں۔ بعض پہاڑی علاقہ کی بستیوں میں جہاں پہلے ہی عام حالات میں پہنچنا دشوار گزار تھا اب تک وہاں رسائی مشکل ترین امر بن گیا۔ جس کے باعث امدادی کاموں میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ ہزاروں افراد تباہ شدہ مکانوں اور عمارات کے ملبے تلے دب کر جاں بحق ہوگئے، جو زخمی ہوئے وہ کئی روز تک موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا رہے تا آنکہ افواج پاکستان اور دیگر امدادی ٹیموں نے آکر ان کو وہاں سے نکالا، لیکن امدادی ٹیم کے تاخیر سے پہنچنے، دواؤں کی قلت اور فراہمی نہ ہونے اور زلزلے سے شدید متاثرہ علاقوں میں اسپتالوں کی عمارتوں کے زمیں بوس ہوجانے کی بناء پر مزید افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ اسی طرح کا زلزلہ مقبوضہ کشمیر، ہندوستان کے دیگر صوبوں پنجاب، ہریانہ، دہلی وغیرہ اور افغانستان کے مشرقی علاقوں جاپان اور انڈونیشیا میں بھی آیا۔ اندازہ ہے کہ اس زلزلے کی تباہی میں مرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جائے گی اور زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی جبکہ ۲۵ لاکھ آبادی بے گھر اور بے سروسامان ہوئی ہے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ گزشتہ سال (۲۶ دسمبر ۲۰۰۴ء)

کو انڈونیشیا کے جزیرہ آچے میں آنے والے زلزلے اور حال ہی میں امریکہ کے شہر ہوسٹن کے علاقہ میں آنے والے سمندری طوفان میں جان و مالی کی اتنی تباہی نہیں ہوئی جتنی ۸ اکتوبر کی صبح آنے والے زلزلے میں ہوئی۔ یہ یقیناً اللہ خالق و مالک کی طرف سے ہم مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا انتباہ اور آزمائش ہے۔ یہ ملکی تاریخ کا بدترین سانحہ اور اسلامیان پاکستان کے لئے سخت آزمائش کا لمحہ ہے۔

یہ زلزلے کیوں آتے ہیں؟ اس سلسلہ میں ایک ماہرِ ارضیات پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صدر شعبہ ارضیات و پٹرولیم جامعہ کراچی کی جدید سائنس کی رو سے توجیہ ملاحظہ فرمائیں: سائنس کی اصطلاح میں اس کی توجیہ یہ ہے کہ زمین کے اندر آتشیں پہاڑ (Continental Crust) اور سمندر کی تہہ کے نیچے سمندری آتشیں پہاڑ (Oceanic Crust) ہیں۔ وہ چاروں طرف سے آتشی لاوے کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور یہ سخت موٹی تہہ (Crustal Plate) میں تقسیم ہیں، پلیٹیں متعدد جگہوں سے ایک دوسرے سے دور ہو رہی ہیں، کہیں ایک دوسرے پر چڑھ رہی ہیں اور کہیں ایک دوسرے کے نیچے سرک رہی ہیں جن کے باعث ان کے سروں (Margines) پر دباؤ بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے، جب یہ دباؤ بہت زیادہ ہو جاتا ہے تو اب خارج بھی ہونا چاہتا ہے۔ پہاڑوں کی رگوں (Faultzones) فالٹ زون سے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے۔ یہی وہ جگہ ہوتی ہے جہاں زلزلہ محسوس کیا جاتا ہے۔ اس جگہ کو Epiccentre (زلزلہ کا مرکز) کہتے ہیں، کیوں کہ زلزلہ ہم اس وقت محسوس کرتے ہیں جب یہ سارا عمل اختتام کے قریب ہوتا ہے اور ماہرین کہتے ہیں کہ سائنس کی اس قدر ترقی کے باوجود اب تک کوئی ایسا آلہ ایجاد نہیں ہوسکا جو زمین اور سمندر کے اندر ہونے والے ان تمام عملوں کی پہلے سے پیشنگوئی کردے، گویا زلزلہ جب آتا ہے، جب زمین یا سمندر کے اندر Stored Energy (جمع شدہ طاقت) پہاڑوں کی رگوں (Faultzones) سے باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن اس صدی کے عظیم محقق، سائنسدان، فقیہ، محدث، عالم، امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ، زلزلے کا ایک علیحدہ نظریہ (Theory) پیش کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں:

"جب زمین اجزائے متفرقہ کا نام ہے (یعنی زمین ذرات کے آپس میں جڑے رہنے سے بنی ہے اگر خورد بین کے ذریعہ غور سے دیکھا جائے تو یہ سب متفرق اجزاء نظر آئیں گے اور ان کے درمیان فاصلہ/ چھید (Voids) بھی نظر آئیں گے) تو حرکت کا اثر بعض اجزاء کو پہنچنا بعض کو نہ پہنچنا مستبعد نہیں (یعنی یہ امر دور از قیاس نہیں، اسی لئے کہیں زلزلہ کم اور کہیں زیادہ محسوس ہوتا ہے اور چونکہ زمین بشمول پہاڑ ایک جسم نہیں بلکہ ذرے ذرے سے مل کر بنی ہوئی ہے اس لئے اس میں سوراخ بھی ہیں، تو جب کہیں ایک مقام پر جنبش شروع ہوتی ہے تو وہ آگے جا کر کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے، اسی وجہ سے زلزلہ مختلف مقامات پر مختلف قوت کا ہوتا ہے) کہ اہل سنت کے نزدیک ہر چیز کا سبب اصلی محض ارادۂ اللہ عزوجل ہے۔ جتنے اجزاء کے لئے ارادۂ تحریک ہوا، انہیں پر اثر ہوتا ہے، وبس۔ آگے چل کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"خاص خاص مواضع میں زلزلہ آنا، دوسری جگہ نہ ہونا اور جہاں ہونا وہاں بھی شدت وخفت میں مختلف ہونا اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی "ارادۂ اللہ" ہے، اور عالمِ اسباب میں باعث اصلی بندوں کے معاصی:

وَ مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیکُمْ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ (۴۲/۳۰)

"اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے"۔ (کنزالایمان)

اور وجہ وقوع، کوہ قاف کے ریشے (Roots) کی حرکت ہے۔ حق سبحانہ، وتعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا ہے، جس کا نام قاف ہے۔

(کوہ قاف دراصل ملک چیچنیا (روس) کے ایک پہاڑی سلسلہ کا

نام ہے، جو ایک طرف جنوب مشرق میں ہمالیہ سے مل جاتا ہے اور دوسری طرف مغرب میں کوہِ الپائن سے ملتا ہے اور پورے یورپ سے گزرتا ہے)

کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں، جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں، پھر پیڑ جس قدر بڑا ہوگا اتنی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے۔ جبلِ قاف جس کا دور تمام کُرۂ زمین کو اپنے لپیٹ میں لئے ہوئے ہے، اس کے ریشے سارے زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں، کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہوگئے، کہیں سطح تک آکر تھم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں، کہیں زمین کے اندر ہے قریب، یا بعید ایسے کہ پانی کی چُوان (Shore Line) سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم رہتا ہے، جسے عربی میں ''سہل'' کہتے ہیں۔ ہمارے (یعنی بریلی شریف کے) قرب کے عام بلاد ایسے ہی، مگر اندر اندر قاف (یعنی اس کی شاخ ہمالہ) کے رگ و ریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں۔ جس جگہ زلزلہ کے لئے ارادۂ الٰہی عزوجل ہوتا ہے، **و العیاذ برحمتہ ثم برحمتہ رسولہ جلّ و علاف** (اللہ تعالیٰ کی پناہ اس کی رحمت کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کی رحمت کے ساتھ) قاف کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو (جنبش دے) تو وہ جنبش دیتا ہے، صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم دیا، اس کے محاذی ریشے کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت۔ یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہوجاتا ہے۔ اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے در و دیوار جھونکے لیتے، اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے، یا عنفِ حرکت سے مادہ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں، چیخوں کی آواز نکلتی ہے والعیاذ باللہ۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارتِ شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ خالی مادہ ہے، جنبش کے سبب منافذِ زمین مستمع ہو کر وہ بخار و دخان نکلتے ہیں۔ طبیعیات (Physics) میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انہیں کے ارادۂ خروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے، حالانکہ ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبّب ہے۔''

آخر میں امام احمد رضا قدس سرہ، امام ابوبکر ابن ابی الدنیا اور ابو شیخ کے حوالے سے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس ﷺ کی ایک روایت نقل کر کے اپنے نظریہ کو مزید مؤید و مؤکد فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام ''ق'' ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے، جب اللہ عزوجل کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے، یہی باعث ہے زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں''۔ (ترجمہ)

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی زلزلہ پر تحقیق کی مزید تفصیل کے لئے اصل ماخذ فتاویٰ رضویہ ج ۲۷، ص ۹۲ تا ۱۰۰ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، و نیز جامعہ کراچی کے شعبہ ارضیات کے صدر اور معارف رضا کے مدیر، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہٗ کا تحقیقی مقالہ ''امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ'' مشمولہ معارف رضا، اپریل ۲۰۰۰ء کا مطالعہ بھی اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے مفید ہوگا۔

اس ساری تمہید سے بتانا یہ مقصود ہے کہ ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کا زلزلہ، یہ امر ربّی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے اس کے لئے حکم صادر فرمایا تھا۔ زمین کے اندر پھیلے ہوئے پہاڑی ریشوں نے اس کے حکم کی تابعداری کی۔ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا ہمیں اس ابتلاء و آزمائش کے موقع پر سبب کے بجائے مسبب پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ قرآن نے بڑی صراحت کے ساتھ ان انتظامات کا تذکرہ کیا ہے جو دنیا و عقبیٰ میں حساب کے فیصلوں اور عدل و انصاف کی میزان کے تقاضوں کے مطابق کرنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ ہمیں عقل و ہوش سے کام لے کر اللہ مالک و مولیٰ کی طرف صدق دل سے رجوع اور توبہ و استغفار کی ضرورت ہے۔ آیئے ہم سب مل کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور توبہ و رجوع اس وقت اس بات کی بھی شدید ضرورت ہے کہ ہم زلزلے سے

متاثر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی دامے درمے قدمے سخنے بھرپور مدد کریں اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ حکومتی فنڈ میں رقم جمع کرائیں یا جو فوجی مراکز یا مستند و معتمد فلاحی اداروں کے مراکز ہیں وہاں کھانے پینے کی ضروری اشیاء ادویات کپڑے خیمے کمبل وغیرہ پہنچائے جائیں۔ زلزلے کے بعد زندہ بچ جانے والے افراد میں ذہنی جسمانی اور معاشی طور پر خود اعتمادی پیدا کرنے اور ان کی آبادکاری کے کاموں میں بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک محبت اور اخلاق اور مالی تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ ایک طویل المدت کام ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم اس سلسلے میں حکومتی سطح پر بنائے گئے پروگرام میں جہاں تک ممکن ہو سکے حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ اللہ کے لئے اُس طریقہ کار کو اپنائیں جو خود اللہ رب العزت نے ہمیں قرآن مجید میں ارشاد فرمائے ہیں:

"وَلَوْ انهم اذ ظلموا انفسهم و جاؤک فاستغفرو الله واستغفر لهم الرسول لو جدوالله توابا رحيما(۴/۶۴)

(اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)

يا رسول الله انظر حالنا　　يا حبيب الله اسمع قالنا
اننى فى بحر هم مغرق　　خذ يدى سهل لنا اشكالنا

یا مالک مولیٰ ہمیں آزمائش میں نہ ڈال، تیرے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلے سے ہماری اور مرحومین زلزلہ کی مغفرت فرما۔ ہمیں ذلت سے بچا، عزت عطا فرما۔ مرحومین زلزلہ کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرما، زخمیوں کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرما، بے یار و مددگار اور بے سہارا بچوں اور عورتوں کو پناہ عطا فرما۔ اس دن سے ہمیں پناہ میں رکھ جس دن تیرے سایہ رحمت اور نبی رحمت ﷺ کے دامن کرم کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَاءَ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا مولانا محمد و علىٰ آله و صحبه و بارک وسلم.

برکاتِ روزہ اور اعصابی نظام (نفسیاتی بیماریوں کا حل)

آج کل کے مصروف اور نفسا نفسی کے دور میں تقریباً ہر فرد اعصابی دباؤ (Stress)، کھچاؤ (Tension) اور الجھاؤ (Confusion) کا شکار ہے اور امن و سکون تباہ ہوگیا ہے نتیجتاً کئی نفسیاتی بیماریاں مثلاً ڈپریشن، خوف، شیزوفرینیا وغیرہ (Anxiety neurosis, depression, phobias, psychosis-schizophrenia etc.) بڑھ گئی ہیں تجربات و مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسائل خون میں موجود مختلف (Neurotransmittres) کی بے قاعدگی کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں مگر ماہ صیام میں روزہ کی برکت، تقویٰ، اخلاصِ نیت اور خشوع و خضوع والی عبادت سے ان نیوروٹرانسمیٹرز (Neurotransmittres) کا توازن برقرار رہتا ہے اور انسانی ذہن صاف شفاف اور پرسکون رہتا ہے اور انسان نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ 1992ء میں PGMI لاہور میں ایک سیمینار میں ذہنی پریشانی کا حل نماز تہجد اور درود و سلام بتایا گیا یعنی

Namas-e-Tahajjud and Darud-o-Salam is the best treatment for the management of anxiety and other psychological disorders.

اس سیمینار میں راقم نے عالم اسلام کے مفکرِ اعظم، مجددِ اسلام حضرت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی (1856-1921) کا یہ شعر پڑھ کر سنایا:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ　　تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

یقیناً ذاتِ مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ وابستگی ذکر الٰہی کا بہترین ذریعہ اور امن و سکون کی ضمانت ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (ترجمہ کنزالایمان) سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ہیجان (Emotions) میں خاص قسم کے ہارمون (Hormones) پیدا ہوتے ہیں جو انسانی افعال میں تبدیلی لاتے ہیں مثلاً غصہ، خوف اور خوشی وغیرہ۔ اور اس کو کنٹرول کرنے میں Autonomic) Nervous System (Sumpathetic & Parasympathetic Innervations) بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق روزمرہ کی برکات سے یہ ہیجانی کیفیت کنٹرول میں رہتی ہے اور دماغ کے اہم حصے (Hypothalamus, cerebral cortex, limibic system, Reticular formation) بہترین کام سر انجام دیتے ہیں۔

تحریر......ڈاکٹر محمد مالک

معارف قرآن
من افاضاتِ امام احمد رضا

تفسیرِ رضوی سورۃ البقرۃ

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

یہ نہ فرمایا کہ تمہیں برابر ہے کہ حضور تو ان پر حجۃ اللہ قائم فرمارہے ہیں، ہاں انہیں یکساں ہے اور اسی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ بعض گمراہوں نے جو اس میں معاذ اللہ عبث ہونے کا احتمال نکالا ہے محض ضلالت ہے۔ کہا حجۃ اللہ قائم کرنا معاذ اللہ عبث ہے؟ انہیں تبلیغ دعوت نہ فرمائی جاتی تو روزِ قیامت ان کے لئے کہنے کو جگہ ہوتی کہ ہمیں کسی نے ڈرایا ہی نہیں، جیسا کہ باوصف ہزاروں تبلیغوں کے یہی جھوٹا عذر پیش کریں گے۔ اس کے رفع کے لئے انہیں ڈرایا گیا اور حجۃ اللہ ان پر قائم ہو گئی۔

یہ آیۂ کریمہ جبریوں، قدریوں، رافضیوں، معتزلیوں سب پر ردِّ بلیغ ہے۔ جبریوں پر تو ظاہر ہے کہ ان کے لئے بڑا عذاب بتاتا ہے، اگر انسان اپنے کام میں پتھر کی طرح مجبورِ محض ہے تو اس پر عذاب کس لئے؟ قدریہ و معتزلہ نے بندے کو اپنے مطلقاً افعال اور روافض نے افعالِ شر کا خالق اس لئے مانا تھا کہ ان کے زعمِ باطل میں مولیٰ تعالیٰ پر ارادۂ شر کا الزام نہ آئے، وہ اب بھی حاصل ہے۔ جب اس نے ان کے دلوں پر مہر فرمادی کہ حق نہ سمجھ سکیں، کانوں پر مہر لگادی کہ حق بات کان تک ہی نہ پہونچے، تو تمہارے ناقص عقول کے ظہور پر ان کے کفر کا الزام کس پر؟ تو ثابت ہوا کہ مذہبِ اہلِ سنت حق ہے کہ اس پر اصلح واجب نہ اس کے کسی فعل پر سوال وارد۔ دو غلاموں کا ایک مالک مجازی ہو، وہ ایک کو مسجد کی خدمت پر مقرر کرے اور دوسرے کو پاخانہ کمانے پر، اور دونوں ہوں ایک سے، تو اس پر اگر کوئی اعتراض کرے وہ یہی جواب دے گا کہ میں مالک ہوں جس سے جو چاہا کام لیا۔ جب مالک مجازی سے سوال نہیں ہو سکتا تو مالک حقیقی سے سوال کرنے والا کون؟ جو چاہا کیا، جو چاہا کرے گا، انسان اور پتھر میں فرق بدیہی ہے، مولیٰ تعالیٰ نے اسے عقل دی، ایک نوع کا اختیار دیا، اس نے اسے انکار میں صرف کیا، دنیا میں یہ سزا دی کہ ان کے دل اور کانوں پر مہر لگادی کہ اب سننے سمجھنے کے قابل ہی نہ رہے اور آخرت میں ان کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

یہ آیۂ کریمہ نیچریہ کا رد ہے جو صرف کلمہ گوئی کو ایمان کے لئے کافی جانتے ہیں، یہاں ان کے کلمہ گوئی کو ذکر فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ وہ مسلمان نہیں۔

☆ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (۸)

☆ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (۹)

☆ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۱۰)

☆ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (۱۱)

☆ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (۱۲)

☆ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (۱۳)

☆ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (۱۴)

(۸) اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان لانے والے نہیں۔

(۹) فریب دینا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی ہی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

(۱۰) ان کے دلوں میں بیماری ہے، تو اللہ نے ان کی بیماری اور

* محقق رضویات و پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا۔

(۱۱) اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔

(۱۲) سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

(۱۳) اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں، تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ سنتا ہے وہی احمق ہیں، مگر جانتے نہیں۔

(۱۴) اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں۔

﴿۵﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

(۸) اس آیت کریمہ میں تقیہ کا رد ہے۔ تقیہ والا مسلمانوں کو فریب ہی دیا چاہتا ہے، اور یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کے اس فریب کی گرفت نہ کرے گا، گویا اللہ کو بھی فریب دینا چاہتا ہے۔ اسے فرمادیا کہ یہ ان کا خیال خام ہے، بلکہ خود اپنی جانوں کو فریب میں ڈالے ہوئے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ دھوکہ دے کے بچ گئے اور ایک دن وہ آنے والا ہے **یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ○ فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ○** (پارہ: ۳۰۔ سورۃ الطارق) جس دن دلوں کی چھپی جانچی جائیں گی، اس دن اسے نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔

(۹) یہ آیہ کریمہ معتزلہ و روافض کا رد ہے۔ ان کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ عزوجل پر اصلح واجب ہے، یعنی بندہ کے حق میں وہی کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو، جس کے دل میں بیماری ہو، اس کی بیماری بڑھا دینا کیا اس کے حق میں بہتر ہے نہیں بلکہ وہی ہے۔ **یَفْعَلُ اللّٰهُ مَایَشَآءُ**۔ اللہ کرتا ہے جو چاہے۔

(۱۰) یہ آیہ کریمہ ان لوگوں پر رد ہے جو صلح کلی بننا چاہتے ہیں، جس جلسے میں گئے ویسی ہی کہی اور اس میں اپنی بھلائی سمجھتے ہیں اور اسے اصلاح جانتے ہیں، فرمادیا کہ یہ بڑا فساد ہے، اصلاح تو دین میں قائم رہنے میں ہے اور قیام دین کے دو رکن ہیں، الحب للہ والبغض للہ۔ محبوبوں سے محبت اور دشمنوں سے عداوت۔ یہ بغیر یکسو ہوئے نہیں ہوسکتا۔ دورِ یہ پن سے دین تو گیا ہی، دنیا میں بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسا شخص دونوں فریق کے نگاہ میں ذلیل ہو جاتا ہے۔

(۱۱ تا ۱۳) ان آیات سے معلوم ہوا کہ دنیا کی عقل و کمالات کتنے ہی ہوں، آدمی کو احمق ہونے سے نہیں بچا سکتے، جب تک ایمان نہ لائے۔ ایک بوہرا جسے لوگ بے عقل کہیں اور وہ مسلمان، اور دوسرا کافر فلسفی کہ دنیا کی عقل میں بروجہ کمال رکھتا ہو اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہ نجات کی راہ چلا اور اس نے اپنے لئے ہمیشہ کی آگ اختیار کی، اس سے بڑھ کر حماقت کیا ہے۔ حماقت پر حماقت جہل مرکب، کہ ہیں احمق اور اپنے آپ کو سمجھتے ہیں عاقل۔

(۱۴) یہ آیت کریمہ بھی تقیہ کا رد ہے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے جو کافر ایمان نہ لاتے ان کا نہایت غم حضور اقدس کو ہوتا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

"**فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا**"

شاید تم ان کے پیچھے اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اس غم میں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے۔

لہٰذا حضور کی تسکین خاطر اقدس کو یہ ارشاد ہوا ہے کہ جو ہمارے علم میں کفر پر مرنے والے ہیں: والعیاذ باللہ تعالیٰ، وہ کسی طرح ایمان نہ لائیں گے، تم اس کا غم نہ کرو۔ لہٰذا فرمایا کہ تمہارا سمجھانا نہ سمجھانا ان کو یکساں ہے، یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے حق میں یکساں ہے کہ ہدایت معاذ اللہ امرِ فضول ٹھہرے۔ ہادی کا اجر اللہ پر ہے چاہے کوئی مانے نہ مانے۔

﴿جاری ہے..........﴾

معارف حدیث
من افاضاتِ امام احمد رضا

۶۔ شرک و کفر

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خاں رضوی*

۹۳۔ عن حبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ یُرِیْدُ وَجهًا فَأَتَیْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنْ قَوْمِیْ، فَقُلْنَا: اِنَّا نَکْرَہُ اِنْ یَّشْھَدَ قَوْمُنَا مَشْھَدًا وَلَا نَشْھَدُہٗ مَعَھُمْ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُمَا؟ فَقُلْنَا: لَا، قَالَ: فَاِنَّا لَا نَسْتَعِیْنُ بِالْمُشْرِکِیْنَ، قَالَ؛ فَأَسْلَمْنَا وَشَھِدْنَا مَعَہٗ، فَضَرَبَنِیْ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی عَاتِقِیْ فَقَتَلْتُ رَجُلًا، وَتَزَوَّجْتُ بِابْنَتِہٖ بَعْدَ ذٰلِکَ، فَکَانَتْ تَقُوْلُ: لَاعُدِمْتَ رَجُلًا وَشَحکَ ھٰذَا الْوِشَاحُ، فَأَقُوْلُ لَھَا: لَا عُدِمْتُ رَجُلًا اَعْجَلْتُ أَبَاکَ اِلَی النَّارِ.

حضرت خبیب بن یساف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غزوہ (یعنی بدر) کو تشریف لئے جاتے تھے۔ میں اور میری قوم میں سے ایک شخص حاضر ہوئے، میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم نہ جائیں (یہ قوم خزرج سے تھے کہ انصار سے ایک بڑا گروہ ہے) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں مسلمان ہوئے؟ کہا: نہ، فرمایا: ہم تم مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے۔ اس پر ہم دونوں اسلام لائے اور ہمراہ رکابِ اقدس شریکِ جہاد ہوئے۔ ایک مشرک نے میرے کاندھے پر وار کیا تو میں نے اسے قتل کرڈالا۔ پھر کچھ ایام بعد میں نے اس کی بیٹی سے شادی کرلی۔ وہ کہتی تھی: تم نے اپنی اس تلوار سے ایک مرد کو فنا کردیا، تو میں کہتا: میں نے فنا نہیں کیا بلکہ تیرے باپ کو جلدی جہنم میں بھیج دیا۔

۹۵۔ عن أبی حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی اِذَا خَلَّفَ ثَنِیَّۃَ الْوَدَاعِ اِذَا کَتِیْبَۃٌ، قَالَ: مَنْ ھٰؤُلَاءِ، قَالُوْا: بَنِیْ قَیْنقَاعَ وَھُوَ رَھْطُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: أَسْلَمُوْا؟ قَالُوْا: لَا، بَلْ ھُمْ عَلٰی دِیْنِھِمْ، قَالَ: قُلْ لَّھُمْ: فَلْیَرْجِعُوْا، فَاِنَّا لَانَسْتَعِیْنُ بِالْمُشْرِکِیْنَ۔ المحجۃ الموتمنہ ص:۶۲

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزِ احد تشریف لے چلے۔ جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا، ارشاد ہوا: یہ کون؟ عرض کی گئی: یہود بنی قینقاع قوم عبداللہ بن سلام، فرمایا: کیا اسلام لے آئے؟ عرض کی: نہ، وہ اپنے دین پر ہیں۔ فرمایا: ان سے کہہ دو لوٹ جائیں، ہم مشرکین سے مدد نہیں مانگتے۔

﴿۳﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی سند میں فضل بن موسیٰ اور محمد بن عمرو بن علقمہ دونوں رجال جمیع صحاح ستہ سے ہیں، ثقہ ثبت وصدوق سعد بن منذر کے بیٹے ہیں ابوحمید ساعدی کے۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا، تقریب میں کہا مقبول ہے۔

۹۶۔ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: لَا تَسْتَضِیْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ المحجۃ الموتمنہ ۶۳

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔

﴿۴﴾ امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا:

لَاتَسْتَشِیْرُوا الْمُشْرِکِیْنَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ اُمُوْرِکُمْ، قَالَ الْحَسَنُ: وَتَصْدِیْقُ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا۔

ارشادِ حدیث کے یہ معنی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ

* محقق رضویات وپرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

نہ لو۔ پھر فرمایا: اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے۔ فرمایا: اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔

اقول: یہ حدیث بھی اصولِ حنفیہ کرام پر حسن ہے، طبری میں اس کی سند یوں ہے:

حدثنا ابو كريب و يعقوب بن ابراهيم قالا: حدثنا هشيم، اخبرنا العوام حوشب عن الازهر بن راشد عن انس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنهم

اس سند میں ابوکریب سے عوام بن حوشب تک سب اجلۂ مشاہیر ثقہ وعدول رجال جملہ صحاحِ ستہ سے ہیں اور ازہر بن راشد رجال سنن نسائی و تابعین سے ہیں۔ ان پر کسی امام معتمد سے کوئی جرح ثابت نہیں۔ ابن معین نے جس ازہر بن راشد کی تضعیف کی ہے وہ کاہلی ہیں نہ کہ بصری۔ ان دونوں میں خود یحییٰ بن معین نے فرق واضح کیا ہے۔

حافظ مزی نے تہذیب میں اور حافظ عسقلانی نے تقریب میں ایسا ہی کہا اور ازدی کا یہ کہنا کہ یہ منکر الحدیث ہیں تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ازدی خود مجروح ہیں اور راویانِ حدیث پر بلاوجہ جرح کرنے میں مشہور ومعروف ہیں نیز ازدی کا منکر الحدیث کہنا یہ جرحِ مبہم ہے مفسر نہیں اور ہمارے یہاں اس کا اعتبار نہیں۔

اور یہ کہنا ہے کہ ان سے راوی صرف عوام بن حوشب ہیں جس کی بنا پر تقریب میں حسبِ اصطلاح محدثین مجہول کہا لیکن ہمارے یہاں اصلاً جرح نہیں۔ خصوصاً تابعین میں۔

مسلم الثبوت میں ہے:

لا جرح بان له راويا واحدا وهو مجهول العين

یہ کوئی جرح کی بات نہیں کی اس سے ایک ہی شخص نے روایت کی، اس کو مجہول العین کہتے ہیں۔

فواتح الرحموت میں ہے:

وقيل لايقبل عند المحدثين وهو تحكم

اور بعض نے کہا: ایسا راوی محدثین کے نزدیک قبول نہیں اور یہ نری زبردستی ہے۔

فصول البدائع میں ہے:

العدالة فيما بين رواة الحديث هى الاصل ببركة وهو الغالب بينهم فى الواقع كمانشاهده، فلذا قبلنا مجهول القرون الثلثلة فى الرواية۔

راویانِ حدیث میں حدیث کی برکت سے عدالت ہی اصل ہے اور مشاہدہ شاہد کہ واقع میں ثقہ ہونا ہی ان میں غالب ہے۔ اسی لئے قرونِ ثلثہ کے مجہول کی روایت ہمارے ائمہ قبول فرماتے ہیں۔

بعض روایات کہ ان احادیث صحیحہ بلکہ آیاتِ صریحہ کے مقابل پیش کی جاتی ہیں، ان میں کوئی صحیح ومفید مدعا کے مخالف نہیں۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں انہیں ذکر کرکے فرمایا:

ولاشك ان هذه لاتقادم احاديث المنع فى القوة فكيف تعارضها۔

کوئی شک نہیں کہ یہ روایتیں قوت میں احادیث منع کو نہیں پہونچتیں تو کیونکر ان کے معارض ہوسکتی ہیں۔

خود ابوبکر حازمی شافعی نے کتاب الاعتبار میں حدیث مسلم در بارۂ ممانعت روایت کرکے کہا:

ويعارضه لايوازيه فى الصحة والثبوت فتعذر ادعاء النسخ۔

اور اس کا خلاف جن روایتوں میں آتا ہے وہ صحت وثبوت میں ان کے برابر نہیں تو ممانعت استعانت کو منسوخ ماننے کا ادعاء ناممکن ہے۔

حوالہ جات

۹۴۔ المعجم الكبير للطبرانى، ٢٢٣٤

المسند لاحمد بن حنبل، ٧/٢١٤

مجمع الزوائد للهيثمى، ٥/٣٠٣

التاريخ الكبير للبخارى، ١/٢٠٩

۹۵۔ السنن الكبرى للبيهقى، ٩/٣٧

۹۶۔ المسند لاحمد بن حنبل ٣/٩٩

الدر المنثور للسيوطى، ٢/٦٦

التاريخ الكبير للبخارى، ١/٤٥٥

كنز العمال للمتقى، ٤٣٧٥٩، ١٦/٢١

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاساتذہ

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ

ترتیب: خلیل احمد رانا

دوسری اور آخری قسط

مسئلہ حاضر وناظر:

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ''ویکون الرسول علیکم شہیدا'' کے تحت فرماتے ہیں:

''یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین طور کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است، پس او مے شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمار او اخلاص و نفاق شمار او لہذا شہادت او در دنیا و آخرت بہ حکم شرع درحقیقت امت مقبول و واجب العمل است''۔[۲۵]

ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نور نبوت سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسی لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

دنیا کے تمام وہابیوں، نجدیوں تبلیغیوں سے سوال ہے کہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق جس عقیدہ کا اظہار کیا ہے، کیا ایسا عقیدہ رکھنا ایمان ہے یا کھلا شرک ہے؟

''وما اھل بہٖ لغیر اللہ'' کی تفسیر:

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی ''تفسیر عزیزی'' کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کردی ہو وہ حرام ہے اگر چہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہوجاتا، ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ ''تصریح المقال فی حل امر الاہلال'' سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

''حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا! چوتھا گروہ پیر پرست ہے، جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہوکر اس جہان سے رخصت ہوجاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہوجاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے):

''یا در مکان نشست و برخاست او، یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید''

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہوجاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا و آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔[۲۶]

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا، علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل''[۲۷]

ترجمہ۔ خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند

اہل سنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں، حالانکہ علمۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لئے نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا روئے سخن اُس گروہ مشرکین کی طرف ہے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کے لئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے، پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کے لئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہوسکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے تین دلیلیں پیش کی ہیں:

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے ''ملعون من ذبح لغیر اللہ'' ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا، اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے ''وجان این جانور از اں غیر قرار دادہ کشتہ اند'' یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے، اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱۔ جانور کی جان غیر کے لئے مملوک قرار دی۔ ۲۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب ''اُھل'' کا ترجمہ اگرچہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو، لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۂ بقرہ میں ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' میں ''بہ'' لغیر اللہ سے پہلے ہے، جب کہ سورۂ مائدہ، سورۂ انعام اور سورۂ نحل میں ''لغیر اللہ'' پہلے ہے اور ''بہ'' موخر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ''باء'' فعل کو متعدی کرنے کے لئے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو، اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے، دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے، جو جائے انکار ہے۔ ''پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمد'' ترجمہ۔ لہذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے۔ [۲۸]

اب اگر ''اُھل'' سے مراد ذبح نہیں ہے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ سورۂ بقرہ کے علاوہ باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ ''اُھل'' ہی کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک لغیر اللہ کا مرادی معنی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لئے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو، سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے حلال ہے یا حرام؟۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''ذبیحہ کی حلت اور حرمت کا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لئے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام''۔ [۲۹]

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا، اگر محض تشہیر اور نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے، یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر دار و مدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے''۔ [۳۰]

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں، جب تک کہ وہ نیت وقت ذبح تک دائم و باقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاوی عزیزی میں فرماتے ہیں:

''جب خون بہانا تقرب الیٰ غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا، اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الیٰ غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا''۔[۳۱]

دیکھئے حلت و حرمت ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے، اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں، تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراء عظیم ہوگا، ان کے نزدیک آیۂ کریمہ ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر ''عند الذبح اہلال لغیر اللہ'' کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیاء کے لئے کوئی جانور نذر مانے، ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کردو، اگر وہ راضی ہو جائیں تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لئے خون بہانے کی نہ تھی، ورنہ سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے غیر اللہ کی تعظیم کے لئے خون بہایا جائے، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اسی زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہئے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہوسکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے، جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہوسکتا، نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کے لئے یہ معیار بیان فرمایا ہے، اس لئے مومن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہیکہ ''لن تنالوا البر حتی تنفقون مما تحبون'' (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے، وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہوسکتی، اس لئے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصال ثواب کرنے سے حاصل ہوگا، وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کے لئے ذبح کیا جائے یا بیچنے کے لئے یا قربانی کے لئے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بہایا جائے اور ظاہر کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لئے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے، لہذا ہر وہ فعل (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا، اور ہر مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے، لہذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لئے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے، نیت فعل قلب ہے، جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں، مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالیٔ زماں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہٗ (متوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا، یاد رہے کہ یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے فرمایا، تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ماخذ و مراجع

[۲۵]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی: لاہور، مطبع محمدی لاہور، س ن، ص ۵۱۸ (پارہ ۲)
[۲۶]۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی: دہلی، لال کنواں، س ن، ص ۱۲۷ (سورۃ البقرہ)
[۲۷]۔شامی، ابن عابدین شامی، ردالمحتار [ج ۲]: قاہرہ، س ن، ص ۲۵۷
[۲۸]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی: دہلی، لال کنواں، س ن، ص ۶۱۱
[۲۹]۔محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی [ج ۱]: دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۱
[۳۰]۔ایضاً، ص ۲۴
[۳۱]۔ایضاً، ص ۴۷

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور امور سائنس

غلام مصطفیٰ رضوی نوری (بھارت)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ستّر سے زائد علوم وفنون میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ علوم، تقسیم در تقسیم کے مرحلے سے گزرتے رہتے ہیں۔ اس رو سے اب جدید تحقیق کے مطابق امام احمد رضا کے علوم کی تعداد ۲۱۵ تک جا پہنچی ہے، جیسا کہ مولانا عبدالستار ہمدانی نے اپنی تحقیق میں ثابت فرمایا ہے۔ امام احمد رضا نے علوم دینیہ کے علاوہ علوم عقلیہ کو غلبہ اسلام کے لئے برتا اور انہیں صحیح معنوں میں دین کا خادم بنا دیا۔ ان کی نگاہوں کا نور خاک مدینہ ونجف کا سرمہ رہا۔ ان کی دانش نورانی گنبد خضریٰ کے فیض سے جگمگا رہی تھی۔ وہ قرآن مقدس سے فیض علم پاتے اور علوم وفنون کو اسی کی روشنی میں دیکھتے۔ انہوں نے سائنس کی اصلاح بھی کی اور اس میں فکر قرآنی کو اجاگر کیا۔ سائنس کو غیر اسلامی نظریات سے پاک کیا اور ان سائنس دانوں کا تعاقب کیا جو افکار باطلہ رائج کرتے رہے۔ ان کی باطل تھیوریاں عقیدہ وعمل کی تباہی کا سبب تھیں۔

مجدد، تمام شعبہ ہائے حیات، نیز علوم وفنون میں در آئی غلطیوں کی اصلاح کرتا ہے۔ امام احمد رضا، ''مجدّدِ اعظم'' تھے۔ اس لئے انہوں نے تمام باطل نظریات وآئیڈیا لوجی پر پہرے بٹھائے اور اسلامی رائے کو اجاگر فرمایا۔ بقول سلیم اللہ جندران، ریسرچ اسکالر پنجاب یونیورسٹی لاہور: ''امام احمد رضا خان نے علوم عقلیہ کو قرآن کی روشنی میں پرکھا ان کے خیال میں قرآنی ارشادات حتمی وقطعی ہیں۔ سائنسی افکار ونظریات غیر حتمی، غیر قطعی اور ارتقاء پذیر ہیں، اس لئے قرآن کی روشنی میں سائنسی نظریات کو پرکھنا چاہئے۔'' (یادگار رضا، ممبئی ۲۰۰۴ء، ص ۶۶)

فوز مبین: امام احمد رضا نے سائنسی افکار کی اصلاح کیلئے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، جن میں ''فوز مبین در ردّ حرکت زمین'' بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں گیلیو کے Law of Falling Bodies' کو پرنیکس اور کپلر کے گردش سیارگان اور آئزک نیوٹن کے Law of Gravitation کا رد کیا ہے۔ اس کتاب میں حرکت زمین کے نظریے کے رد میں امام ممدوح نے ۱۰۵ دلائل دیئے ہیں۔ امام احمد رضا کے اس نظریے کی تائید اب دور جدید کے بعض حکماء اور ناقدین مغرب بھی کر رہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مطابق ''دور جدید کے سائنس داں پروفیسر وائن برگ نے اپنی کتاب The First Three Minutes (گلاسکو ۱۹۸۱ء) میں ایک ایسے تجربے کا ذکر کیا ہے جس سے نظریۂ حرکت زمین کا بطلان ہوتا ہے۔'' (بحوالہ: امام احمد رضا ایک تعارف)

امریکی ہیئت داں کا رد: امام احمد رضا محدث بریلوی کی کتاب ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' بھی سائنسی علوم سے متعلق ہے۔ یہ کتاب امریکی میٹرالوجسٹ البرٹ۔ ایف۔ پورٹا کے رد میں ہے۔ پورٹا نے پیشن گوئی کی تھی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ کو سیاروں کے اجتماع اور کشش کے نتیجے میں دنیا میں شدید تباہی پھیلے گی۔ اس کی یہ پیشن گوئی مغربی دنیا کے علاوہ ہندوستان کے اخبارات میں بھی چھپی اور ایک تہلکہ مچ گیا۔ بہت سے مسلمان بھی اس مغالطے کا شکار ہو گئے، ان کا ایمان وایقان متزلزل ہو گیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے خلیفہ وتلمیذ مولانا ظفر الدین بہاری قدس سرہ نے، محدث بریلوی کی خدمت میں 'ایکسپریس اخبار' کا تراشہ پیش کیا جس میں مذکورہ پیش گوئی شائع ہوئی تھی۔

محدث بریلوی نے 'معین مبین' اسی ضمن میں تصنیف فرمائی اور اس میں تباہی کی پیش گوئی کو سائنسی اصولوں سے غلط ثابت کیا جس سے مسلمانوں کا اضطراب جاتا رہا اور پورٹا کی معین کردہ تاریخ پر کوئی حادثہ رونما نہ ہوا۔ یہ مغربی سائنس دان پر مسلمانوں کی بہت بڑی فتح تھی اور کیوں نہ ہو کہ تمام علوم اسلام کے عطا کردہ ہیں اور ان کی اصل قرآن مجید میں ہے اس لئے ان پر اصل حق مسلمانوں کا ہی ہے۔ محدث بریلوی چاہتے تھے کہ مسلمان علوم سے اپنے رشتے کو استوار کریں اور فروغ حق کے لئے صدق ووفا کے جذبات کے ساتھ علوم کو برتیں۔ محدث بریلوی کی تصنیف ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے یہ ترجمہ ڈاکٹر محمد رضا نے defeated by IslamWestern Science کے نام سے فرمایا ہے۔ اس کی اشاعت رضا اکیڈمی (برطانیہ) نے ماضی قریب میں کی ہے۔ اس کتاب پر کیمبرج یونیورسٹی (برطانیہ) کے پروفیسر انگریز نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون (مرحوم) نے تبصرہ فرمایا ہے۔ ڈاکٹر موصوف محدث بریلوی کی تحقیق کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''میساچوسٹس کی ٹیکنالوجی انسٹی ٹیوٹ کے پروفیسر تھامس ۔ایس۔ کوہن کی ایک کتاب خود امام احمد رضا کے نظریہ مرکز ارضی (زمین کے ساکن ہونے کے نظریے) کی تائید کرتی ہے اور اس طرح آج کی مغربی فکر امام احمد رضا کے افکار کی مؤید ہے۔'' (اسلامک ٹائمنز، جون ۲۰۰۳ء[1] ص ۳۶)

آگے ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں: ''سائنسی نظریات خطا اور اقدام کے مرحلے سے گزرتے رہتے ہیں مگر امام احمد رضا کی قرآنی تھیوری برحق ہے۔ کوپرنیکس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کی تھیوری کیلنڈر کا بہتر حساب پیش کرسکے گی مگر وہ خود کیلکولیشن میں فیل ہوگیا۔'' (ایضاً) فی زمانہ سائنسی تھیوریوں اور اس کی نئی نئی کھوجوں اور نظریات کے مابین یہ ضروری ہوگیا ہے کہ مسلمان علماء وحکماء اور دانشورانِ ملت ان پر گہری نگاہ رکھیں، انہیں حق وصداقت کی کسوٹی پر جانچیں، قرآن مجید کے آئینے میں پرکھیں، اگر قرآن مقدس کے مطابق پائیں تو مانیں ورنہ مسترد کردیں۔

محدث بریلوی کی سائنسی اصلاح کے متعلق 'فوزمبین' کے حوالے سے ڈاکٹر رضاء الرحمان عاکف سنبھلی (ریسرچ ایسوسی ایٹ، سنبھل، مرادآباد) فرماتے ہیں: ''فوزمبین جہاں آپ کے سائنسی نظریات پر مشتمل ایک بلند پایہ تخلیق ہے وہیں اس سے یہ بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سائنسی نظریات سے کبھی بھی کسی طرح مغلوب نہ ہوئے اور انہوں نے علی الاعلان وببانگ دہل سائنس کے غلط تصورات اور غیر اسلامی نظریات کا کھل کر محاسبہ کیا اور انہیں پوری طرح سے باطل ثابت کردیا۔'' (ماہنامہ معارف رضا۔ کراچی، اکتوبر ۲۰۰۴ء)

مشہور ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے امام احمد رضا کی سائنسی تحقیقات کا اعتراف کیا ہے اور انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے، ملاحظہ ہو: ''امام احمد رضا ایک ہمہ جہت سائنس داں...... از: ڈاکٹر عبدالقدیر خان (مطبوعہ لاہور) مسلمانوں کا علوم وفنون سے رشتہ وناتا، منقطع کرنے کے لئے زعمائے مغرب اور مستشرقین نے کافی زور صرف کیا ہے۔ ان کی لائبریریاں مسلم علماء کی کتابوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اکثر علوم کی بنیادی اکائیاں مسلمان سائنس دانوں کی وضع کردہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ الجبرا وجغرافیہ، سائنس وفلسفہ، فلکیات وہیئت' زیجات' طب وتجربات وغیرہ علوم کے ضوابط اور اصطلاحات کے نام عربی میں ہی ملتے ہیں، پھر انہیں نئے نام انگریزی میں دیئے گئے۔ علوم وفنون کا بنیادی تعلق مسلمانوں سے ہے اس لئے ہمارے حکماء وعلماء نے دین متین کی روشنی میں علمی موشگافی فرمائی۔ علوم وفنون (علوم جدیدہ) میں نظریاتی تفاوت کی بناء پر امام احمد رضا محدث بریلوی علوم جدیدہ کی تحصیل کی مشروط اجازت دیتے ہیں۔ ''سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں، مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔'' (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، دارالعلوم منظر اسلام۔ مطبوعہ کراچی، ص ۱۰)

امام احمد رضا اور طبیعیات:

محدث بریلوی نے طبیعیات کے نظریات پر بھی فاضلانہ بحث کی ہے۔ اس تعلق سے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں مختصر وطویل مباحث مسائل فقہ کے ضمن میں موجود

1- اس سے قبل اس کا پہلا انگریزی ترجمہ نگار عرفانی صاحب نے The Revolving sun and the static earth کے نام سے کیا تھا جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی پاکستان نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا' جبکہ دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۰ء کی امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر ادارہ کی اسلام آباد شاخ سے شائع ہوا

ہیں علاوہ ازیں اس موضوع سے متعلق مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں ''الکشف شافیا حکم فونو جرافیا'' نمایاں ہے۔ اس کتاب کے حوالے سے ڈاکٹر محمد مالک (ڈیرہ غازی خان، پاکستان) نے تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو ''امام احمد رضا اور علم صوتیات'' کے نام سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا۔ (سن اشاعت اپریل ۲۰۰۴ء)

ڈاکٹر محمد مالک نے جدید سائنس (Modern Science) کی روشنی میں امام احمد رضا کے صوتیاتی نقطۂ نظر کا جائزہ لیا اور دورِ جدید کی سائنسی تحقیق وتخلیق انٹرنیٹ، کمپیوٹر ورک، لہروں کا نظام، فیکس مشین، ریڈار سسٹم، ساؤنڈ ویوز وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے اور ان ایجادات کا جائزہ ''رضوی قانون'' کے عنوان کے تحت لیا ہے۔

۱۹۰۹ء میں امام احمد رضا نے ''الکشف شافیا'' لکھی جس میں آواز کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ آواز اور اس کی کیفیت کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ امام ممدوح کے اس کلیّے کی روشنی میں ایجادات جدیدہ بالخصوص جدید مواصلاتی ذرائع کے پیش نظر ڈاکٹر محمد مالک رقم طراز ہیں: ''ایشین مسلم سائنس داں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۰ برس قبل اپنے تجربات ومشاہدات کی بناء پر فکر انگیز تحقیق پیش کر کے عالم اسلام میں سبقت حاصل کرلی ہے۔ ان کی فکر انگیز تحقیق کی تائید آج ماڈرن سائنس بھی کرتی ہے اور یہ تحقیق آج کل Damped Harmonic Motion کہلاتی ہے۔''

(امام احمد رضا اور علم صوتیات (کراچی) ص ۳۳)

محدث بریلوی نے 'الکشف شافیا' میں گراموفون پر آواز سننے پر بحث فرمائی ہے اور اسلامی نظریات کو اجاگر فرمایا ہے۔ مولانا محمد شمشاد حسین رضوی نے امام ممدوح کی اس تحقیق پر مقالہ لکھا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

پانی پر تحقیق: (۱) امام احمد رضا اور فونوگراف: از مولانا محمد شمشاد حسین رضوی (۲) امام احمد رضا اور نظریۂ صوت وصدا: از ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی

پانی کی رنگت سے متعلق علمائے مقدمین میں کئی رائے پائی جاتی ہیں۔ اس تعلق سے امام احمد رضا نے اکابرین کی تحقیق ملاحظہ کرنے کے بعد احادیث مبارکہ سے استنباط فرمایا اور اپنے مخصوص طرزِ تحقیق 'اقوال' کے تحت فیصلہ دیا۔ ''اقول حقیقت امر یہ ہے کہ پانی خالص سیاہ نہیں مگر اس کا رنگ سفید بھی نہیں میلا مائل بہ سواد خفیف ہے اور وہ صاف سفید چیزوں کے مقابل آکر کھل جاتا ہے جیسا کہ ہم نے سفید کپڑے کا ایک حصہ دھونے اور دودھ میں پانی ملانے کی حالت بیان کی۔ واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (پانی اور تحقیقات رضویہ بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ص ۵۵۱)

پانی اور صوت وصدا: محدث بریلوی کی تحقیق سے پانی کا رنگ سفید مائل بہ سیاہی ثابت ہوتا ہے۔ محدث بریلوی نے اہل طبیعیات کے نظریہ ''پانی میں مسامات ومنافذ (pores) پر بھی تنقید کی ہے اور استشہاد سے ثابت فرمایا ہے کہ پانی میں مسامات نہیں ہوتے۔

محدث بریلوی نے پانی میں مسامات کا نہ ہونا ثابت فرمایا ہے اور یہ نکتہ بھی دیا ہے کہ پانی میں اگر دو شخص ایک دوسرے کو مخاطب کریں تو آواز پہنچے گی باوجود کچھ فاصلہ ہونے کے اس لئے کہ آواز کی ترسیل کے لئے تموج درکار ہوتا ہے جیسا کہ ''الملفوظ، جلد۱'' میں محدث بریلوی نے فرمایا ہے: ''آواز پہنچنے کے لئے ملاء فاصل میں تموج چاہئے مسام کی کیا حاجت، ہاں جہاں تموج نہ ہو بذریعہ مسام پہنچے گی آئینے میں نہ تموج نہ مسام، لہٰذا نہ پہنچے گی۔ پختہ وخام عمارات میں تموج نہیں منافذ ومسام ہیں ان سے پہنچتی ہے۔ آب وہوا خود اپنے تموج سے پہنچاتے ہیں اور یہی اصل ذریعۂ صوت ہے۔ ہوا میں تموج زائد ہے کہ پانی سے الطف ہے وہ زیادہ پہنچاتی ہے اور پانی کم، تالاب میں دو شخص دونوں کناروں پر غوطہ لگائیں اور ان میں سے ایک اینٹ پر اینٹ مارے دوسرے کو آواز پہنچے گی مگر نہ اتنی کہ ہوا میں۔'' (ص ۱۳۶) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

پروفیسر مولوی حاکم علی بارگاہ رضا میں: (۱) پانی اور تحقیقات رضویہ: از مفتی محمد اختر

حسین قادری

(۲) پانی کی رنگت: از پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

پروفیسر مولوی حاکم علی اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی وطبیعیات کے شعبے میں صدر رہے اور پھر پرنسپل بھی بنے وہ ایک عظیم سائنس داں تھے، مختلف مسائل سائنس کے علاوہ ملک کے سیاسی حالات میں وہ امام احمد رضا سے رجوع ہوتے رہے اور امام احمد رضا کی رائے پر عمل پیرا رہے۔ مولوی حاکم علی اور ڈاکٹر اقبال میں گہرے مراسم تھے، دوسرے یہ کہ دونوں ہی اسلامیہ کالج کے مدرس اور انجمن حمایت اسلام لاہور کے رکن رہے۔

مولوی حاکم علی اور امام احمد رضا کے درمیان مراسلت تھی۔ انہیں کے استفسار پر امام احمد رضا نے ملک کے سیاسی حالات کے تناظر میں ''المحجة المؤتمنه فی آیة الممتحنه'' لکھی۔ محدث بریلوی نے آپ کے استفسار پر رسالۂ نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان، تحریر فرمایا اور مولوی حاکم علی کو فکر دی کہ قرآنی اصولوں کو سائنسی اصولوں پر نہ پرکھیں بلکہ سائنسی اصولوں کو قرآنی اصولوں پر پرکھیں اور سائنس نے جہاں جہاں غلطیاں کی ہیں اس کی نشاندہی کریں۔ (سہ ماہی ''افکار رضا'' ممبئی، بابت ستمبر ۱۹۹۹ء)

امام احمد رضا کی سائنسی اصلاحات کے حوالے سے نومسلم انگریز دانشور ڈاکٹر محمد ہارون (مرحوم) کا یہ نوٹ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب The World Importance of Imam Ahmed Raza میں لکھا ہے: ''آج ساری دنیا سائنس سے منہ موڑ کر اس روایتی قدیم حکمت ودانش کی طرف رجوع کر رہی ہے جو دنیا پر سائنس کی حکمرانی سے قبل موجود تھی۔ لیکن امام احمد رضا نے آج سے سو سال قبل سائنس کے خلاف جہاد کیا اگر آپ سائنس پر امام احمد رضا کی تصانیف پڑھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ انہوں نے سائنس دانوں کی کس قدر تذلیل کی ہے۔ امام احمد رضا کے نزدیک قرآن اور اسلام ہی کامل سچائیاں ہیں۔'' (ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور۔ جون ۱۹۹۶ء، ص ۱۷)

محترم ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، محدث بریلوی کی تصنیف ''فوز مبین در رد حرکت زمین'' کی جدید تدوین کر رہے ہیں اور موصوف بعد میں اسے انگریزی میں منتقل کرنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس علمی کام کو بحسن خوبی اتمام تک پہنچائے تاکہ دنیا امام احمد رضا کے علمی وسائنسی کارنامے سے استفادہ کر سکے۔

فلسفۂ قدیمہ:

فلاسفہ کے قدیم نظریات جو اسلامی اصولوں سے متصادم تھے، کے ردّ وبیخ کنی میں محدث بریلوی نے 'الکلمة الملهمة فی الحکمة محکمة لوهاء فلسفة المشئمة' لکھی۔ اس کتاب کی تقریب یوں ہوئی کہ امریکی میٹرالوجسٹ پروفیسر البرٹ۔ ایف۔ پورٹا کی پیش گوئی کے رد میں محدث بریلوی نے ''معین مبین'' (۱۹۱۹ء) لکھی تو رد حرکت زمین سے متعلق ضرورت محسوس کی کہ علیحدہ سے کتاب لکھی جائے، لہٰذا فلسفہ جدیدہ کے رد میں ''فوز مبین'' تصنیف کی اور بقول محدث بریلوی اس کی تذئیل نے رد فلسفۂ قدیمہ کو تقریب کی جسے اس سے جدا کر کے بحمدہ تعالیٰ یہ کتاب ''الکلمة الملهمة'' تیار ہوئی۔

فلسفہ قدیمہ کے رد میں صرف دو تصانیف دکھائی دیتی ہیں جو علمائے کرام نے تصنیف کیں۔ ماضی میں حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تهافة الفلاسفه'' لکھ کر فلاسفی نظریات باطلہ پر قدغن لگایا اور بیسویں صدی میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے ''الکلمة الملهمة'' لکھ کر نظریات قدیمہ باطلہ کی بیخ کنی فرمائی۔

امام احمد رضا کا طرز استدلال اور وضاحتی اسلوب بے نظیر ہے جو ہر موضوع اور تحقیقات علمیہ میں اپنے جلوے بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ ایم حسن امام ملک پوری اس خصوصیت کے پیش نظر خامہ فرسائی ان الفاظ میں کرتے ہیں:

امام احمد رضا کے یہاں ایک نادر چیز جو ملتی ہے وہ ہے وضاحت' مسئلہ خواہ کسی موضوع کا ہو' روحانی ہو، مادیاتی ہو، نفسیاتی ہو، علمی ہو یا مذہبی ہر جگہ مکمل وضاحت نظر آتی ہے اور تحریر میں وضاحت جب آتی

ہے کہ تحریر کرنے والے کو موضوع بحث پر عبور حاصل ہو۔ چونکہ یہاں انواع واقسام کے موضوعات ہیں اور ان پر مدلل اور مکمل بحث ہے اس سے مجھے تو کم از کم یہی اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کی صلاحیت کسبی نہیں بلکہ الہامی و وہبی تھی، کیونکہ کسب کے ذریعے اتنے علوم پر عبور حاصل کر لینا عام ذہن کا کام تو ہو نہیں سکتا بلکہ انتہائی ذہن رسا کے بھی بس سے باہر ہی ہے اس لئے اس تبحر کو وہبی، حدسی اور فراست ایمانی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔" (ماہنامہ "قاری" دہلی امام احمد رضا نمبر۔ص ۲۹۷۔۳۰۱)

نصاب تعلیم اور سائنس:

طاغوتی قوتوں کے نت نئے ہتھکنڈوں اور مستشرقین کے نظریاتی حملوں سے دفاع کے لئے، نیز مسلمانوں کی تعلیمی برتری کے لئے نصاب تعلیم میں سائنس سے متعلق خصوصی گوشوں کی شمولیت ناگزیر ہے۔ عصری مدارس میں سائنس پڑھائی تو جاتی ہے مگر وہ نظریات ہمارے طلبا کو پڑھائے جاتے ہیں جو اسلامی نہیں بلکہ مغرب کے مروّج ہیں اور اسلامی عقائد سے متصادم، اس سے فکر صالح کی تعمیر ممکن نہیں۔ عظیم اللہ جندران (ریسرچ ایسوسی ایٹ اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔ پاکستان) لکھتے ہیں: "جہاں تک سائنسی مضامین کا تعلق ہے اس بارے میں امام احمد رضا خاں کا موقف انتہائی واضح اور اکمل ہے۔ آپ اس حق میں ہیں کہ: سائنس جسے روزمرّہ زندگی کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے اسے نصاب تعلیم کا حصہ ہونا چاہئے، مگر جدید سائنسی مضامین جو کہ مغرب کی پیداوار ہیں، ان کو شامل نصاب کرنے سے آپ خاصے محتاط نظر آتے ہیں۔ آپ کے مطابق مروّجہ سائنسی نظریات کو اسلامی نظریات کی روشنی میں پرکھ کر ہی نصاب کا حصہ بنانا چاہئے۔" (یادگار رضا، ممبئی ۲۰۰۴ء، ص ۱۲۰)

عظیم اللہ جندران نے اپنے مقالہ "امام احمد رضا کا تصور نصاب" میں نصاب تعلیم میں تبدیلیوں کے ضمن میں محدث بریلوی کے حوالے سے تحریر کی ہیں، بعض نکات پیش رقم ہیں:

علوم عقلیہ کو دین رسول عربی ﷺ کی تفہیم کے لئے استعمال کیا جائے۔ تمام سائنسی علوم احکام قرآن کے تابع ہوں۔ تمام عقلی علوم کے قوانین کو قرآن وحدیث کے قائم کردہ اصولوں کی کسوٹی پر پرکھا جائے نہ کہ دینی قوانین کو سائنسی تجربات کی روشنی میں۔ (یادگار رضا، ۲۰۰۴ ممبئی۔ رضا اکیڈمی، ص ۱۲۶)

علوم سائنس پر مقالہ جات:

محدث بریلوی کے سائنسی افکار ونظریات سے متعلق اب تک درجنوں مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں، بیش تر مقالے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے مجلّہ "معارف رضا" میں شائع ہوئے ہیں، مگر چونکہ راقم رضوی کے پاس معارف رضا کے قدیم شمارے (جو تقریباً ۲۲ سالہ ریکارڈ پر مشتمل ہیں) موجود نہیں، نہ ہی زیر مطالعہ رہے، اس لئے ان مقالہ جات کی نشاندہی ذیل میں کروں گا جو راقم کے چند سالہ علمی ماحول میں زیر مطالعہ رہے ہیں۔

ان مقالہ جات کے علاوہ امام احمد رضا محدث بریلوی پر لکھی گئی بہت سی کتابوں میں آپ کے سائنسی کارہائے نمایاں پر مستقل ابواب قائم کئے گئے ہیں، مثلاً سوانح اعلیٰ حضرت، از مولانا بدرالدین رضوی، حیات مولانا احمد رضا خان، از پروفیسر محمد مسعود احمد، محدث بریلوی، از پروفیسر محمد مسعود احمد، امام اہلسنت، از پروفیسر محمد مسعود احمد وغیرہ۔

امام احمد رضا اور میڈیکل سائنس:

پروفیسر سید عتیق الرحمان شاہ بخاری، مولانا عبدالستار ہمدانی، ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا قلم ہنوز امام احمد رضا محدث بریلوی کے حوالے سے سائنسی تحقیقات میں مصروف ہے اور نئے نئے زاویے رونما ہو رہے ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی کی درج ذیل کتابوں میں میڈیکل سائنس پر تحقیقی امور ملتے ہیں:

(۱) الصمصام علیٰ مشکّک فی آیة علوم الارحام

"الصمصام" کی تقریب:

(۲) الحق المجتلی فی حکم المبتلیٰ

(۳) تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون

فتاویٰ رضویہ (جلد دہم) میں بھی میڈیکل سائنس کے ضمن میں بعض جزیئے مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔

قرآن مقدس میں بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ **مافی الارحام** یعنی جنین کی کیفیت کا علم صرف باری تعالیٰ کو ہے۔ اس آیت کے ظاہر سے عیسائیت کے مبلّغ (پادری) مسلمانوں میں قرآن مقدس کی صداقت کو چیلنج کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی (پٹنہ) نے محدث بریلوی کی خدمت میں سوال بھیجا۔ جواب میں امام احمد رضا نے '**الصمصام علی مشکّک فی آیة علوم الارحام**' تحریر کی اور سورۂ لقمان کی آخری آیت جس پر اعتراض اٹھایا گیا تھا، کی تفسیر لکھ ڈالی۔ ڈاکٹر محمد مالک لکھتے ہیں: ''مفکر اسلام (محدث بریلوی) نے اس رسالہ میں ابتداء نفس مضمون سے متعلق سات قرآنی آیات مبارکہ پیش کی ہیں:

مفکر اسلام نے اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و برتری کو بڑے شدومد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں مخلوق کے علم کو عطائے الٰہی ثابت کرتے ہوئے قرآنی حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ مفکر اسلام نے اس رسالہ میں جدید سائنسی ریسرچ کو محدود نہیں کیا بلکہ تحقیق کی راہ آنے والی نسلوں کے لئے برقرار و بحال رکھا ہے۔ جس میں اسلامی سرحدوں کی مکمل حفاظت و پاسداری ہے۔ (اسلام اور سائنس، ص ۵۸)

امام احمد رضا نے اس رسالہ میں ماڈرن ایمبریالوجی پر بحث فرمائی ہے اور اس میں قرآن مقدس کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔ **الحق المجتلی** جذام پر احادیث مبارکہ کے حوالے سے بے مثال تصنیف ہے۔ اس میں قرآن مقدس سے بھی استدلال فرمایا ہے۔ اس کتاب سے متعلق ڈاکٹر محمد مالک رقم طراز ہیں: ''حال ہی میں ۲۶، ۲۷ نومبر ۱۹۹۵ء کو ڈیرہ غازی خان (پاکستان) میں منعقدہ ''لیپر وسی سیمینار'' میں راقم نے جب ڈاکٹر اقبال احمد اور جرمن لیڈی ڈاکٹر کرشموزر (Chris Schmotzer) کو مفکر اسلام کی جذام پر تصنیف '**الحق المجتلی فی حکم المبتلی**' پیش کیں تو دونوں ماہرین نے امام احمد رضا کے نظریۂ جذام (غیر متعدّی) کو نہایت خوش دلی سے سراہا۔'' (اسلام اور سائنس، ص ۶۱)

محدث بریلوی نے ''**تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون**'' میں وبائی مرض 'طاعون' کے متعلق اسلامی نظریات کو اجاگر کیا ہے۔ اس سے متعلق احتیاطیں، تدابیر، مریض سے حسن سلوک اور انسانی ہمدردی کے تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے اور بطور استشہاد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔ اسلام نے حیات انسانی کے کسی گوشے اور شعبے کو تشنہ نہیں چھوڑا ہے، ہر ایک کے لئے اصول و ضابطے اور قوانین کا اطلاق کیا ہے۔ مریضوں سے حسن سلوک و محبت کے برتاؤ کی تعلیم دی ہے۔ مرض سے بچاؤ کی تدابیر عطا کی ہیں مگر مریض سے نفرت کے عمل کو غیر انسانی عمل قرار دیا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اسلام کے اسی [illegible] معاملات کو اجاگر کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ غیر انسانی

گزارشات: رویوں اور فکر غلط کے خیالات کے طوفان میں اسلامی فکر و فہم کو واضح کیا جائے اور اس کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصانیف سے استفادہ اور ان کا ابلاغ وقت کی ضرورت و قوم کے عروج و اقبال کی ضمانت ہے۔

امام احمد رضا کی تحقیقات علمیہ بالخصوص متعلقات سائنس پر علمی ذخائر کو منظر عام پر لانے کیلئے ریسرچ اسکالرز اور اہل علم کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے۔

امام موصوف کی متعلقہ موضوع پر کتابوں کی تسہیل، حوالوں کی تخریج اور درج شدہ اصطلاحات کی جدید اصطلاحات کی روشنی میں فرہنگ تیار کی جائے۔

ان کتابوں کو شائع کیا جائے اور اہل علم و دانش کے علاوہ طلبہ میں بھی ترسیل کی جائے۔

امام احمد رضا کی متعلقہ کتابوں کے لئے انگریزی زبان میں ترجمے کا انتظام کیا جائے۔ انہیں شائع کر کے عالم اسلام میں اور بالخصوص مغربی دانشوروں، لائبریریوں اور دانش کدوں میں پہنچایا جائے۔

اشاعتی سلسلے میں منظم یونٹ قائم ہو جو تمام وسائل کے معاملے

نمبر	عنوان	مصنف	مطبوعہ
۱۔	امام احمد رضا جدید سائنس کی روشنی میں	ایم حسن امام مالک پوری	قاری امام احمد رضا نمبر
۲۔	امام احمد رضا بحیثیت منطقی	مولانا شبیر حسن بستوی	//
۳۔	امام احمد رضا کے حیرت انگیز کارنامے	ڈاکٹر محمد ملک	یادگار رضا ۲۰۰۴ء
۴۔	قرآن، سائنس اور امام احمد رضا	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	مطبوعہ بھیونڈی
۵۔	قرآن، سائنس اور امام احمد رضا	ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی	مطبوعہ پاکستان
۶۔	زلزلہ کیا ہے؟	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	مطلبوعہ بھیونڈی
۷۔	کنز الایمان اور سائنس	//	مطبوعہ مالیگاؤں
۸۔	تحقیق مرجان (Coral)	//	مطبوعہ بھیونڈی
۹۔	بیسویں صدی کا عظیم انسان	ڈاکٹر محمد مالک	//
۱۰۔	ترجمہ کنز الایمان کی امتیازی خصوصیات	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	معارف رضا' کراچی
۱۱۔	امام احمد رضا اور نظریہ صوت وصدا	ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی	مطبوعہ بھساول
۱۲۔	امام احمد رضا، نیوٹن اور آئن سٹائن	//	مطبوعہ ممبئی
۱۳۔	ابطال قلوب	اقبال احمد اختر القادری	مطبوعہ ممبئی
۱۴۔	چند اولیات رضا	ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی	اسلامک ٹائمز' بریلی
۱۵۔	امام احمد رضا اور علم طبعیات	//	زیر طبع
۱۶۔	امام احمد رضا اور علم تجربات (Petrology)	ڈاکٹر مجید اللہ قادری	سہ ماہی افکار رضا' ممبئی
۱۷۔	جدید سائنس کے غیر اسلامی نظریات	ڈاکٹر رضا، الرحمان عاکف	معارف رضا' کراچی
۱۸۔	رسالہ در علم لوگارثم کا تحقیقی جائزہ	پروفیسر ابرار حسین	
۱۹۔	فوز مبین در رد حرکت زمین (تدوین)	ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی	مطبوعہ ممبئی
۲۰۔	فرہنگ (فوز مبین) اصطلاحات	//	//
۲۱۔	فاضل بریلوی اور علم طبعیات	غلام مصطفیٰ	
۲۲۔	امام احمد رضا اور علوم جدیدہ	محمد ریاست علی قادری	
۲۳۔	لوگارثم (محشی امام احمد رضا)	//	
۲۴۔	امام احمد رضا اور حرکت زمین	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	
۲۵۔	امام احمد رضا اور علوم جدیدہ وقدیمہ	//	
۲۶۔	دائرہ معارف امام احمد رضا	//	
۲۷۔	امام احمد رضا ایک موسوعاتی سائنس داں	پروفیسر جمیل قلندر	معارف رضا' کراچی
۲۸۔	Imam Ahmed Raza as a Scientist	ظہور افسر	مطبوعہ کراچی
۲۹۔	The World Importance of Imam Ahmet Raza	ڈاکٹر محمد ہارون	مطبوعہ برطانیہ

میں خود کفیل ہو۔

امام موصوف کی ان سائنسی موضوعات سے متعلق کتابوں کو جدید سٹیلائٹ نظام ''انٹرنیٹ'' پر بھی مہیا کیا جائے۔

رضا اکیڈمی (لاہور)، رضا اکیڈمی (ممبئی)، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (کراچی)، مرکزی مجلس رضا (لاہور) اور امام احمد رضا اکیڈمی (ساؤتھ افریقہ) نے اس سلسلے میں مؤثر اقدام اٹھایا ہے، مگر ان میں باہمی ربط اور ایک اکائی کے تحت منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

تعلیمی اداروں کے نصاب میں بالخصوص ابتدائی وثانوی درجات کی کتابوں میں امام احمد رضا کی سائنس سے متعلق فکر پر مختصر مگر جامع مقالات شامل کرائے جائیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ پیران پیر رمضان کے پانچ حروف کی بڑی خوبصورت توجیہہ فرماتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ رمضان میں پانچ حروف ہیں۔

ر۔م۔ض۔ا۔ن

......اس کی ''ر'' رضائے خدا سے ہے،

......اس کی ''ض'' ضمان اللہ یعنی اللہ کی ذمہ داری ہے،

......اس کی ''م'' محاباۃ (محبت) خدا سے عبارت ہے،

......اس کا ''الف'' الفت الٰہی کی طرف اشارہ کرتا ہے،

......اور ''ن'' سے نور اور نوال (بخشش) خدا مراد ہے۔

فتاویٰ مصطفویہ کا نثری اسلوب

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی
(بریلی شریف۔ بھارت☆)

فقہ اور فتویٰ نویسی کے توسط سے فقہائے اسلام اور مفتیانِ کرام نے اردو زبان کو بھانت بھانت کے اسالیب سے آشنا کیا ہے، اسے دینی و شرعی اصطلاحات عطا کی ہیں۔ جامۂ تقدیس پہنایا ہے اور ہر طرح سے مالا مال اور نہال کیا ہے۔

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کے مجموعہ فتاویٰ...... ''فتاویٰ رضویہ'' (جلدیں ۳۰) اس بات کا بیّن ثبوت ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے فرزندِ اصغر (مجدد ابن مجدد) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے۔ وہ عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے بیعت و ارشاد اور دینی و ملی خدمات، نیز فتویٰ نویسی کی مصروفیات کے باوصف متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات و تالیفات قابل ذکر ہیں۔

وقعات السنان، طرد الشیطان، الموت الاحمر، ادخال السنان، سوراخ در سوراخ، نور القرآن، الملفوظ (چار حصے) الطاری الداری لھفوات عبدالباری، حاشیہ شرح الاستمداد علی اجیال الارتداد، الحجۃ الباہرہ، تنویر الحجۃ بالتواء الحجہ، سامان بخشش، مقتل کذب و کید وغیرہ۔

''فتاویٰ مصطفویہ'' پورا نام ''**المکرمۃ النبویۃ فی الفتاویٰ المصطفویۃ**''، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے ''مفتی محمد ابرار احمد امجدی'' نے مرتب اور شائع کیا ہے ''رضا اکیڈمی ممبئی'' نے۔ زیر نظر مجموعہ میں ۳۹۰ مسائل اور مندرجہ ذیل ۳ رسائل شامل ہیں۔

۱۔ **القسورہ علیٰ ادوار الحمر الکفرہ** (۱۳۴۳ھ): اس کا لقبی نام ''**ظفر علی رمتہ من کفر**'' ہے جس سے ۱۹۲۵ء کا عدد نکلتا ہے اور عرفی نام ''سیف الجبار علے کفر زمیندار'' ہے۔ اس رسالہ میں حضرت مفتی اعظم ہند نے اخبار ''زمیندار'' لاہور میں شائع ہوئے مدیر زمیندار ''ظفر علی خاں'' کے مندرجہ ذیل کفری اشعار کا ردّ و بلیغ فرمایا ہے۔

یہ سچ ہے اس پہ خدا کا چلا نہیں قابو
مگر ہم اس بت کو رام کرلیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل لندن میں
وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کرلیں گے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی
خدا خدا نہ سہی رام رام کرلیں گے

۲۔ **طرق الھدیٰ و الارشاد الیٰ الاحکام الا مارۃ و الجھاد** (۱۳۴۱ھ) اس رسالہ میں جہاد، خلافت، ترک موالات اور قربانیٔ گاؤ وغیرہ سے متعلق چھ سوالات کے جوابات ہیں۔

۳۔ شفاء العیّ فی جواب سوال بمبئی:۔ اس رسالہ میں بمبئی سے آئے ہوئے چند سوالات کے جواب ہیں۔

''فتاویٰ مصطفویہ'' میں دینی و علمی مسائل کے علاوہ دین ہی کے

☆ ڈائریکٹر رضا اسلامک اکیڈمی، بریلی شریف، بھارت

حوالے سے سیاسی، معاشرتی اور ادبی نوعیات کے مسائل بھی شامل ہیں، نیز فرقہ ہائے باطلہ اور بدمذاہب کے رد و تعاقب سے متعلق بھی فتاویٰ ہیں۔ مفتیٔ اعظم نے مسئلہ کی نوعیت کی مناسبت سے ہی اسلوب بھی اختیار فرمایا ہے۔

عام طور سے فتویٰ میں نثر خالص اور علمی نثر سے ہی کام لیا جاتا ہے لیکن مسئلہ کی نوعیت کے اعتبار سے کبھی کبھی طنز و تعریض اور خطابیہ انداز سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند کے فتاویٰ میں اس طرح نثر کے مختلف انداز اور نمونے ملیں گے۔

نثر خالص یا توضیحی نثر فتاویٰ مصطفویہ سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے۔

ا۔(الف) تقلید کی بابت ایک سوال کا جواب اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

''اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنّتِ رسول اللہ (جل جلالہ و ﷺ)، اجماع امت، قیاس۔ اصل من کل وجہ اور اصل الاصول کتاب اللہ ہے اور اصلیں ایک جہت سے حاصل ہیں اور دوسری جہت سے فرع۔ جس طرح سنت کو مخالف بھی اصل مانتا ہے مگر اس سے انکار نہیں کرسکتا ہے کہ وہ فرعِ کتاب اللہ ہے، یونہی اجماع امت و قیاس ہمارے نزدیک اصل بھی ہیں اور فرع بھی۔ بے شک جو ان اصول اربعہ سے کتاب یا سنت یا اجماعِ امت کا منکر ہو وہ خارج از اسلام ہے اور قیاس کے منکر کی تکفیر کی گئی ہے۔ سنت کتاب اللہ سے ثابت اور اجماع و قیاس، دونوں سے، تو جو ان تین سے کسی کا منکر ہے وہ اصل کتاب ہی کا دراصل منکر ہے اور جو ان میں سے بعض پر چلے اور بعض پر نہ چلے اس کے دین میں ضرور نقصان ہے''۔ (فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۵)

اس کے بعد ثبوت میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث پیش فرمائی ہیں۔

اس کے بعد مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ بیشک قرآن و حدیث میں سب کچھ ہے مگر جس کو جتنی بصیرت قرآن و حدیث کی ہوتی ہے وہ اتنا ہی دیکھتا ہے۔

(ب) مزید فرماتے ہیں کہ ''فقہ، قرآن و حدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ، شرح و تفسیرِ حدیث و قرآن ہے۔ فقہ انہیں کا روشن بیان، فقہ عطرِ مجموعہ سنّتِ رسول و کتاب مجید فرقان ہے، فقہ مجمل کی تفصیل ہے، فقہ دینی ۔۔۔ و تسہیل ہے۔ فقہ راہِ حسن و صواب ہدیٰ و ثواب پر دلیل ہے۔ فقہ رحمت رب جلیل ہے، تفقہ و اجتہاد، جہاد اعظم و اکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین، فرضِ شرعِ مطہّر ہے۔ قرآن اس کا گواہ، حدیث اس کی شاہد، ساری امّتِ مرحومہ اس کی قابل، اس کی قائل، اس کی فاعل، اس پر عامل۔ جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا کہ'' **اکملت لکم دینکم**'' معلوم ہوگیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ ہمارا دین کامل ہوگیا مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک قرآن مبیّن بیان نہ فرمائیں اور مطالبِ قرآنیہ کا ایضا نہ کردیں۔ ناسخ و منسوخ، عام و خاص، فرض و ندب و اباحت و ارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں، یہاں تک بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد، یہ نہ بتادیں، قرآن پر عمل ناممکن!۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اس کے متعلق اس میں سب کچھ ہوتا ہے مگر جب تک استاد پڑھاتا نہیں، مطلب سمجھاتا نہیں، شاگرد نہیں جانتا، تلمیذ نہیں سمجھتا۔ کتاب کامل ہے، جس موضوع پر لکھی گئی اس پر پوری کامل بحث اس میں موجود ہے مگر یہ اس کمال سے منتفع و متمتع نہیں ہوسکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں یا کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا ''**قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین**''

اس کے بعد قرآنی آیات و احادیث سے مسئلہ کو مزین فرماتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں۔

(ج) ''یونہی جب تک ائمہ مجتہدین، علماء دین متین، بنظر غور و تامل قرآن و حدیث کو دیکھ کر ہمیں ان کے مطالب سے آگاہ نہ فرمادیں۔ ناسخ و منسوخ وغیرہ نہ بتادیں۔ کلیات سے نئے نئے حوادث و جزئیات کا حکم استنباط کرکے نہ سمجھادیں اس وقت عامۃ الناس کو دین

کامل پر عمل ممکن نہیں......'' (ص ۵۷۔۵۸)

تبصرہ:

مندرجہ بالا اقتباس نمبر ا کے تینوں جز یعنی (الف) (ب) (ج) میں مندرجہ ذیل خصوصیات موجود ہیں۔

☆ ترتیب وسلیقہ مندی

☆ وضاحت

☆ استدلال

☆ فراست ومتانت

☆ ایجاز وبلاغت

فتویٰ کی زبان ہوتے ہوئے بھی ان تحریروں میں لطف مطالعہ کی کیفیت موجود ہے۔ مفتی اعظم نے لفظ ''فقہ'' کی کیسی اچھی تعریف فرمائی ہے کہ:

''فقہ۔ شرح وتفسیر حدیث وقرآن ہے.................. فقہ مجمل کی تفصیل ہے......'' لفظ فقہ کی تکرار نے بھی صوتی حسن برپا کیا ہے۔

قرآن، روشن بیان...... تفصیل، تسہیل، دلیل، رب جمیل...... قابل، قائل، فاعل، عامل...... وغیرہ ہم قافیہ الفاظ کے استعمال نے تحریر میں صوتی حسن برپا کردیا ہے، اس طرح لطفِ مطالعہ کی کیفیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

(ب) میں حضرت مفتی اعظم ہند نے یہ مثال دی ہے کہ:

''کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو تو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا۔ ''قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین'' سے یہ حقیقت واضح کردی ہے کہ قرآن کریم نے جس رسول ﷺ کو نور فرمایا ہے، اس کی روشنی کے بغیر یعنی رسول کریم ﷺ کو نور مان کر، انہیں کی روشنی میں جب تک قرآن کو نہیں پڑھا جائے گا، قرآن سمجھ میں نہیں آئے گا، حالانکہ قرآن مقدس کامل ہے...... اور ایسے ہی اندھیرے میں رہنے والوں اور قرآن کو رسول اللہ ﷺ کے نور کے بغیر پڑھنے والوں کے لئے صاف صاف ارشاد فرمادیا ہے۔ ''یضلُ به کثیرۃ''

مندرجہ بالا عبارت وضاحت واستدلال اور بلاغت کا عمدہ نمونہ ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند نے مندرجہ بالا اقتباسات میں وضاحت و استدلال سے کام لیتے ہوئے تقلید کو جز و ایمان اور منکرین تقلید کے ایمان کو ناقص ثابت کردیا ہے۔

۲۔ ایک شہ پارہ دیکھیے علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے اثبات میں تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) ''زید بے قید پُر از مکر وکید بدترین وہابی لعین ہے۔ اس کا حضور پرنور شافع یوم النشور، ایمانِ جان، جانِ ایمان، عالمِ ما یکون و ما کان، سرور عالم و عالمیاں ﷺ کے علم غیب سے مطلقاً انکار کفرِ مبین ہے۔ قرآن عظیم کی آیاتِ باہرہ کثیرہ سے انکار ہے'' (ص ا)

اس کے بعد دلیل میں متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ کے حوالے دیتے ہوئے پھر لکھتے ہیں۔

(ب) ''منافقوں نے بھی یہی بکا تھا کہ محمد ﷺ غیب نہیں جانتے، وہ غیب کیا جانیں، انہیں غیب کی کیا خبر، اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا کہ تم اللہ اور قرآن اور رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔ اسی پر تو واحد قہار نے ان کے جھوٹے حیلے بہانوں کو کہ ہم تو یونہی ہنس بول رہے تھے۔ فرمایا کہ جھوٹے بہانے نہ بناؤ بے شک تم کافر ہو چکے بعد (اظہار) ایمان کے۔ ''امنا باللہ الرحمن و رسوله و القرآن ہم مسلمان آیاتِ قرآن و احادیث نبی ذی شان پر ایمان رکھنے والے باتباع قرآن اس وہابی بے ایمان کے کفر پر حکم کرتے ہیں جس نے کہا، رسول غیب کو نہیں جانتے تھے اور جس نے لکھا، یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص ۱۰) اور بکا کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ، ص ۵۱)......'' ص ۳

مفتی اعظم نے مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اسمٰعیل دہلوی وغیرہ کی ان عبارتوں کے حوالے بھی دیئے جن میں انہوں نے حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کیا ہے اور ان کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو شرک قرار دیا ہے۔

(ج) آگے لکھتے ہیں۔ ''اللہ، اللہ۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب و

محبوب، طالب ومطلوب، دانائے غیوب کو علم غیب عطا فرمائے اور اپنی کتاب مجید میں اس عطا کا اعلان فرمادے اور جو ملعون یہ بکے محمد ﷺ غیب کیا جانیں اس کے کفر کا وہ قہری فتویٰ دے، حضور علیہ صلوٰۃ والسلام بار بار برسر مجالس خطبات میں اپنے رب کی اس عظیم نعمت کا اظہار فرمائیں اور طاعنین کا ردعلیٰ رؤس الاشہاد ارشاد فرمائیں......'' (ص۴)

اس کے بعد ثبوت میں کئی احادیث مبارکہ پیش فرمائی ہیں۔

علم غیب کا یہ فتویٰ بہت طویل ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے حضور ﷺ کے علم غیب کے اثبات میں قرآنی آیات اور احادیث کریمہ کے دسیوں روشن حوالوں کے ساتھ ائمہ اور فقہاء کی عبارات (عربی و فارسی) وران کے اقوال بھی پیش فرمائے ہیں اور بدمذاہب کا رد بلیغ بھی فرمایا ہے۔

تبصرہ:

اس مسئلہ کی جو تحریریں پیش کی گئیں ان میں توضیح، استدلال، ایجاز و بلاغت وغیرہ نثرِ خالص کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ مفتی اعظم کا یہ فتویٰ اس دور کا ہے جب اردو میں مقفع مسجع عبارات لکھنے کا رواج تھا، لہٰذا آپ نے بھی مقفع نثر کے جلوے دکھائے ہیں۔

(الف) پس ''زید بے قید پُر از مکر و کید......... حضور پر نور شافع یوم النشور......... ایمانِ جان، جانِ ایمان، عالمِ ما یکون و ما کان، سرورِ عالم و عالمیان......وغیرہ۔

(ج) پس ''حبیب ومحبوب، طالب ومطلوب، دانائے غیوب'' ......وغیرہ۔ اس طرح آپ نے فتویٰ کی علمی بحث میں لطفِ مطالعہ کی ایک کیفیت اور شگفتگی برپا کردی ہے اور یہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ اس سے حضرت کی فقہی عظمت کے ساتھ ساتھ زبان و بیان پر ان کے عبور اور قارئین کے نفسیات سے واقفیت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

توضیحی نثر کے دو مزید نمونے: (۳) حضرت مفتی اعظم ہند سے سوال کیا گیا، اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں، آپ نے جواب اس طرح تحریر فرمایا:

''اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہوسکتا ہے اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلانکیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں خود آ ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو، کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہوا ہو اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا'' (ص۳۱)

(۴) خلافت صحیحہ شرعیہ کس کا حق ہے، کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''خلافت کا مستحق وہ ہے جو ساتوں شرط خلافت کا جامع ہو یعنی (۱) مرد ہو، (۲) عاقل ہو، (۳) بالغ ہو، (۴) مسلم ہو، (۵) حُر ہو، (۶) قادر ہو، (۷) قرشی ہو۔ یہ ساتوں شرطیں ایسی ضروری ہیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی کم ہوگی تو خلافت صحیح نہ ہوگی'' (ص۵۸۱)

اس کے بعد قریشیت کی شرط میں حدیث پاک سے بھی استدلال کیا ہے اور مزید ثبوت میں ائمہ وفقہا کی عبارات پیش فرمائی ہیں۔ تاریخ سے بھی نظیر پیش کی ہے یعنی خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موقع پر جب انصار نے اپنی قوم میں سے خلیفہ کے انتخاب کا دعویٰ پیش کیا تو انہیں سرکار ﷺ کی یہ حدیث سنائی گئی '' **الائمہ من قریش** ''۔ اس پر انصار نے حضور ﷺ کے ارشاد کے آگے سرِ اطاعت خم کردیا۔

تبصرہ:

اقتباس نمبر۳ میں خدا کی تعریف جس طرح کی ہے وہ مفتی اعظم کی بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے اور ایجاز کا بھی...... یہ کہہ کر ''خدا خود آ ہے یعنی جو خود موجود ہو، کسی اور کے موجود کئے موجود نہ ہو''...... میں سورۂ اخلاص کی تفسیر پیش فرمادی ہے۔

غالب نے قطرہ میں دجلہ دیکھا تھا، مفتی اعظم نے کوزہ میں دریا کو بھر دیا ہے۔ اقتباس نمبر۴ بھی وقار و متانت اور ایجاز و بلاغت کا نمونہ ہے۔ مفتیٔ اعظم نے حدیث اور اقوال ائمہ وفقہا سے استدلال کے ساتھ تاریخ سے بھی استفادہ کیا ہے۔

طنز و تعریض: حضرت مفتی اعظم ہند نے فرقہ ہائے باطلہ اور بدمذاہب کا ردو تعاقب کیا ہے اور بدمذاہب کے کفری اقوال پر تنقید و گرفت کی ہے۔ آپ کا انداز مناظرانہ جوش و ہیجان اور تلخ

بیانی سے جدا ایک الگ انداز ہے۔ آپ کے طنز و تعریض میں لطافت بھی ہے۔ چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔

(۵) ''یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونا اور گائے کا گوشت کھالینا اور کلمۂ اسلام پڑھ لینا بس اسلام کے لئے پختہ رجسٹری ہے کہ پھر کچھ بھی کریں، کچھ بھی کہیں، ہر طرح کھرے مسلمان ہی بنے رہیں۔ پچھلے دنوں کوئی دو برس ہونے آئے بعض نیچری اخباروں میں ہماری نظر سے ایک مضمون گزرا تھا جس میں کہ جو یہ کرے وہ بھی ہندو، جو یہ نہ کرے وہ بھی ہندو، جو یہ مانے وہ بھی ہندو اور جو یہ نہ مانے وہ بھی ہندو، غرض ہندو مذہب کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس پر ہم نے کہا تھا کہ یہ نیچری ہندوؤں کا کیا مضحکہ اڑاتے ہیں اپنے گریبان میں تو منہ ڈالیں، اپنی حالت پر تو نظر کریں، اپنی آنکھ کا ٹینٹ تو دیکھیں جو اعتراض یہ ہندوؤں پر کر رہے ہیں بعینہ ان پر بھی وارد ہے۔ ان کے خیال میں بھی تو مذہب کوئی شے نہیں۔ ان کے نزدیک بھی تو سارے باطل فرقے کھرے پختہ مسلمان ہی ہیں''۔ (ص ۱۰۶)

(۶) ایک سوال کہ ''کافر کو کافر نہ کہا جائے'' کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

''کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں، کیا معلوم کہ وہ آخر میں مسلمان ہو جائے۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اس وقت اس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اسے اس وقت کافر نہ کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب صلح کل رکھتے ہیں۔ گائے کا گوشت کھانے والے، مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں کے کرنے والے، ظاہر میں مسلمان بننے والے، چھپے منافق کیسے ہی کفریات بکیں، انہیں مسلمان ہی سمجھو، مسلمان ہی کہو کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں'' ولا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم''(ص ۸۶)

تبصرہ:

اقتباس نمبر ۵ میں نام کے مسلمانوں پر کیسا لطیف طنز ہے اور جس طرح ہندوؤں کے ہاں مذہب کی کوئی حد بندی نہیں ہے ایسے ہی نیچری بھی ہیں جو بظاہر مسلمان بنتے ہیں مگر خود کو عقائد و اعمال کے قیود سے آزاد مانتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسوں کا ہندوؤں کا مذاق بنانا خود کا مذاق بنانا ہے۔ ان نیچریوں کے نزدیک سارے باطل فرقے کھرے پختہ مسلمان ہیں۔

''گریبان میں منہ ڈالنا،'' ''آنکھ کا ٹینٹ دیکھنا'' محاوروں کے برمحل استعمال نے طنز کو اور بھی لطیف کر دیا ہے۔

اقتباس نمبر ۶ میں بھی صلح کلی مسلمانوں پر بہت ہی لطیف طنز کیا ہے ....''والعیاذ باللہ تعالیٰ'' اور ''لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم'' کے تلمیحات نے عبارت کو وقار و متانت کا نمونہ بنا دیا ہے۔

طنز و تعریض کے دو مزید نمونے: (۷) گاندھی کی ''تحریک جہاد'' کے حمایتیوں مولانا عبدالباری وغیرہ پر طنز و تعریض کا یہ انداز دیکھئے۔ اس طنز میں نشتریت بھی ہے اور تیزابیت بھی:۔

''خود اس گاندھی امت کے لیڈر اعظم مولوی عبدالباری کو مسلّم ہے کہ یہ وقت وقت جہاد نہیں اور یہ کہ وہ نامفید اور بے ضرورت اہلاکِ نفس ہے۔ وہ اپنے رسالہ ہجرت میں کہتے ہیں ''میں کشت و خون کو خصوصاً مجتمع حملہ کی صورت میں جیسا کہ لشکر کرتا ہے غیر مفید سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے اسباب مجتمع نہیں''۔ اسی رسالہ میں لکھتے ہیں:۔ ''اس میں شک نہیں کہ اہلاکِ نفس بلاضرورت جائز نہیں۔ قانون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہمیں غدر ہے''۔ جہاد تین قسم ہے، یہ حکم حرمت اس وقت یہاں سنانی سے خاص ہے جسے آج لیڈران فرض ٹھہرا رہے ہیں۔ رہے لسانی و جنانی وہ بفضلہ تعالیٰ علمائے سنت و تمام اہلسنت نے کئے، کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے۔ لیڈران الٹے چلے کہ جو حرام تھا اسے فرض بتایا اور جو فرض تھا اسے اپنے چہیتے اپنے پیارے ہندوؤں کے ساتھ حرام کیا۔

اصل یہ ہے کہ وہ گاندھی کو اپنا امام و پیشوا ہادی و رہنما جانتے بلکہ نبی مانتے کہ اسے مذکِر مبعوث من اللہ کہتے اور اس پر ساری عمر قرآن و حدیث قربان و نثار کرتے ہیں۔ صاف صاف کہہ ہیں خدا نے ان کو (گاندھی کو) مذکِر بنا کر بھیجا ہے۔ ان کو (گاندھی کو) اپنا راہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں۔ میرا حال سر دست اس شعر کے موافق ہے۔

عمر یکہ بآیات واحادیث گزشت رفتی و نثار بت پرستی

لہٰذا گاندھی کے اقوال واحکام پر سر منڈاتے اور احکام اسلام کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ اس کے مخالفِ اسلام اقوال کو قرآن و احادیث کا جامہ پہناتے ہیں، جو کچھ وہ کہتا ہے یہ کہتے ہیں، جو وہ کرتا ہے یہ کرتے ہیں۔ غرض اتباع ہوا پر مرتے ہیں، ورنہ کیا آج سے قبل قرآن عظیم میں آیات جہاد و ترکِ موالات نہ تھیں۔ کیا وہ دن بھولے جاسکتے ہیں جبکہ قرآن عظیم سے آج بڑے لمبے چوڑے دعویٰ ترک موالات از نصاریٰ کرنے والے نیاچرہ و دیوبندی جو آج اس میں بہت پیش پیش ہیں، نصاریٰ کے بندے و بندی بنے ہوئے تھے۔ ان کی اطاعت فرض ٹھہراتے تھے۔ انہیں ''اولی الامر منکم'' میں شمار کراتے تھے۔ ان سے سرتابی کو حرام اور ان پر چڑھائی کو بغاوت و فساد فرماتے تھے۔ مسلمانوں پر باغی، مجرم، خطاوار، مفسد ہونے کا حکم لگاتے تھے۔ آج یہ نصاریٰ ظالم ہیں، کل تک یہی رحم دل، نیک دل و مہربان تھے، آج ان کی کچہریوں میں ظلم ہوتا ہے کل تک عدل و انصاف ہوتا تھا، آج ان میں مقدمات لے جانا حرام ہوئے، آج یہ سوجھا ہے کہ وہاں خلاف شرع فیصلے ہوتے ہیں، کل تک یہی کچہریاں عدالتیں تھیں، بلکہ عدالتیں تو آج تک کہا جاتا ہے مگر یہ اجتماع نقیضین عجیب ہے''۔ (ص ۵۷۵)

(۸) دیوبندیہ بھی حکومتِ انگلشیہ کے وفادار تھے، برطانیہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے مگر جب گاندھی کی آندھی چلی تو وہ بھی اسی آندھی میں بہنے اور اڑنے لگے۔ کل اپنی جس سرکار انگلشیہ سے ماہواری بندھوائے ہوئے تھے آج اس کی وفاداری چھوڑ کر گاندھی وادی ہوگئے اور ہندوؤں سے موالات و وداد اور فرنگیوں سے ترکِ موالات کی بولی بولنے لگے،

''پس منظر اور پیش منظر'' دیکھئے اور طنزِ لطیف اور تذکرۂ ماضی سے پُر عبارت ملاحظہ کیجئے۔ سرکار مفتی اعظم اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

''اس وقت ہمارے پیش نظر وہابیہ دیابنہ کی کتاب ''تذکرۃ الرشید'' ہے جو ان کے ایک امام مزعوم کی سوانح ہے۔ اس میں غدر (۱۸۵۷ء) کے واقعات سے اپنے اس امام مزعوم رشید احمد گنگوہی کی واقعہ گرفتاری و رہائی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس میں ان نصاریٰ کو جو آج بحکم گاندھی کافر ہوئے جن سے آج باتباع گاندھی موالات حرام و کفر ہے، موالات تو موالات مجرد معاملت بھی ناجائز ہے، جو باوجود اس اعتراف کے کہ اس زمانہ ۵۷ء میں ہزار ہا بندگان خدا ناکردہ گناہ پھانسی پر چڑھائے گئے (تذکرۃ الرشید ۷۳) ظالم نہ تھے۔ آج بقول گاندھی ظالم ٹھہرے وہ بھی جب جبکہ جلیانوالے باغ کا واقعہ پیش آیا، ورنہ کانپور کی مسجد پر مسلمانوں کے سینے چھلنی ہوئے، دہلی میں کیا کیا کشت و خون نہ ہوئے، کل تک وہ مالک تھے یہ مملوک تھے، وہ سردار تھے، یہ غلام تھے، وہ مخدوم تھے، یہ خادم تھے، یہ بندے تھے، وہ سرکار تھے، وہ پیارے تھے، یہ ان کے جاں نثار تھے کہ انہیں افسر و سرکار مالک کے معزز القاب رحمدل، نیک دل، مہربان کے خطاب تھے اور ان کے مقابل مسلمان باغی، مفسد، مجرم، خطاوار تھے، انہیں نصاریٰ پر اپنے امام مزعوم کی جاں نثاری کو بڑے فخر و مباہات کے ساتھ بیان کیا۔

ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ (گنگوہی) اپنے رفیق جانی قاسم نانوتوی اور طبیب روحانی حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹنے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہوگیا۔ اللہ رے جاں نثاری کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتا پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہوجائے، وہاں چند فقیر ہاتھ میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیر ین ہوئیں اور حافظ ضامن زیر ناف گولی

کھا کر شہید ہوئے''۔ (ص ۵۷۵۔ ۵۷۶)

تبصرہ:

اقتباس نمبر ۷ میں گاندھی کے از حد عقیدتمند، جن کے لئے حضرت مفتی اعظم نے ''گاندھی امت کا لیڈر اعظم'' لکھا ہے، یہ ترکیب بھی بہت خوب ہے۔ نیز دوسرے خلافتی مسلمانوں پر طنز کیا ہے یہ عبارت طنز کا عمدہ نمونہ ہے۔ کل کے یہ انگریز بھگت اب گاندھی بھگت بن گئے تھے اور ہر طرح انگریزی حکومت میں کیڑے نکالنے لگے، کل تک جو بات قند تھی اب وہ زہر ہوگئی تھی۔ اس اقتباس میں شعری فضا کا اہتمام بھی ہے۔

اقتباس نمبر ۸ میں مولویان دیوبند بالخصوص مولوی رشید احمد گنگوہی پر بڑا لطیف طنز ہے۔ یہ مولویان دیوبند بھی کل تک انگریزوں کے نمک خوار تھے، ان کی ماہواریاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس میں حکومت فرنگ سے وفاداری میں رشید احمد گنگوہی اور ان کے ساتھیوں کی بہادری کا واقعہ بھی ہے (جھوٹا) کہ کس طرح مفسدوں اور باغیوں (جنگ آزادی کے مجاہدین) سے صرف تلواروں سے ہی نبرد آزما ہوگئے تھے لیکن اب گاندھی کے گن گانے لگے۔ اس اقتباس میں الفاظ کا بہاؤ، زور روانی لائق دید ہے۔ سردار، غلام، مخدوم، خادم، بندے، سرکار وغیرہ میں تخت تضاد بھی ہے۔ اس طرح اس تحریر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے صنعت تضاد کے جلوے بھی دکھائے ہیں۔

خطابیہ انداز مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں مسئلہ کی وضاحت میں اپنے تاثرات بیان کئے ہیں، مسلمانوں کی بے عملی پر انہیں تنبیہ کی ہے، انہیں فتنوں سے آگاہ کیا ہے، للکارا ہے ایسے مواقع پر ان کی تحریر میں خطابت کا رنگ نمایاں ہوگیا ہے۔ تحریر میں خطابیہ انداز کا شمار بھی تخلیقی نثر میں ہوتا ہے جس میں انشاپردازی کی خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔

''فتاویٰ مصطفویہ'' سے حضرت کے خطابیہ انداز کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔

(۹) گاندھی کی تحریکات میں پیش پیش مسلمانوں کے پچھتاوے اور آنکھیں کھلنے پر اپنی تباہی کا منظر دیکھنے والے مسلمانوں کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''جب گاندھی کی آندھی کا گرد وغبار بکرم کردگار دفع ہوا اور آنکھیں کھلیں اور اپنی زبوں تر حالت اور سراسر نقصان نظر آیا اور سمجھے کہ ہم بڑے عظیم جال میں پھانسے گئے تھے اور ہمارے حلیف دراصل ہمارے حریف تھے۔ وہ برادران وطن نہ تھے بلکہ ہمارے خون کے پیاسے تھے جنہوں نے ہمیں سبز باغ دکھلا کر اور طرح طرح بہلا کر ہمارا بھیجا ہی نہ کھایا بلکہ سراپا ہمیں چوس کر جھجوڑی ہڈی کی طرح کر چھوڑا، جب بھیانک سیاہ رات کی تاریکی دور ہوئی اور خدا نے نور کا تڑکا کیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس رات ہماری عشق بازی کسی کالی بلا کے ساتھ رہی۔ جیسا جب بے نتیجہ افسوس، یوں ہی اب آنکھیں بند کر کے اندھا دھند اتباع، اطاعت محبت کا نتیجہ ہوگا۔ تاریکی دور ہونے دو، نور کا تڑکا ہونے دو، کچھ دیر جاتی ہے کہ صبح ہوتی ہے اور معلوم ہو جائے گا۔

بوقت صبح شود ہم چو روز معلومت
کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور

(ص ۱۳۱)

(۱۰) ''جب سے مسلمانوں میں سستی آئی، احکام دین پر عمل میں تکاسل پیدا ہوا جب ہی سے ان کی ترقیاں بند ہوئیں، نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط وتنزل ہو رہا ہے، جتنی جتنی مذہب سے دوری ہوتی جارہی ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے! وہ قوم جو جاہلیت میں جہالت کا پیکر تھی، وحشت کا مجسمہ، آن کی آن میں ایسی مہذب ہوئی کہ ہادی ومہذب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈنکا بج گیا، بحر و بر میں جس کی اہمیت کا سکہ بیٹھ گیا، وہ قوم جو کنگال تھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر، جو ڈاکو تھی اور سلطنت کی دشمن، انہیں دہریوں اور اباجیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا بھر کی بادشاہت ان کے قدموں پر نثار ہوئی اور ان کے پاؤں چومنے لگی۔ اس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز ٹھہری جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ بخش بادشاہوں کی ہوئی''۔ (ص ۹۵)

(۱۱) ''مسلمانو! تم نے دیکھا یہ ہے تمہارے رب کریم کا ارشاد'' یا

ایھا الذین آمنوا لا تتخذو بطانہ من دونکم لایالو نکم خبالا '' (اٰل عمران ۳/ ۱۱۸) ''اے ایمان والوغیروں کو اپنا راز دار بناؤ' وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، ان کی آرزو ہے کہ جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیران کی باتوں سے جھک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنادیں اگر تمہیں عقل ہو۔'' کی کھلی تصدیق اور ابھی کیا ہے اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے تو دیکھو گے اور اپنے کئے کا مزا چکھو گے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ۔۔۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کاش! تم اب بھی سنبھلو اور ان گندم نما جوفروشوں سے بھاگو۔ ان کی تو دلی خواہش ہے کہ تم مشقت میں پڑو''۔ (ص۵۷۹)

تبصرہ:

مندرجہ بالا اقتباسات میں خطابت موجود ہے لیکن وضاحت و صراحت کے ساتھ، یہاں صرف لفظوں کی سحر کاری نہیں ہے بلکہ ہر لفظ لفظِ معتبر اور صداقت کا آئینہ ہے۔

اقتباس نمبر ۹ میں بیان کا زور و جوش بھی ہے اور لطف انشاء بھی۔ یہ جملے انشاء پردازی کے حسین جلوے بکھیرتے نظر آتے ہیں۔ ......

''جب بھیانک سیاہ رات ....ساتھ رہی''

گاندھیائی دام کو ''کالی بلا'' کہنے میں ندرت ہے اور طنز لطیف بھی! اس تحریر میں شعری فضا کا اہتمام بھی خوب ہے۔ ''آنکھیں کھلنا'' اور ''بھیجا کھانا'' محاوروں کا استعمال بھی برمحل ہے۔

اقتباس نمبر ۱۰ میں مسلمانوں کی سستی اور دین سے دوری پر اظہار تاسف کیا ہے اور مسلمانوں کو غیرت دلائی ہے کہ دیکھو تم اپنے دین سے دور ہوئے تو خوار ہوئے اور کل تک جہالت کی تاریکی میں بھٹکنے والی، وحشی قوم آج شہنشاہِ تاج بخش ہوگئی۔

''شہنشاہِ تاج بخش'' کی ترکیب بھی بہت خوب ہے۔ تحریر میں شعلوں کی لپک اور بجلی کی تڑپ ہے۔ اقتباس نمبر ۱۱ میں ایک درد کے ساتھ انہیں ان کی غفلت پر تنبیہ کی ہے۔ اس تحریر میں بھی شعری فضا کا اہتمام ہے۔

بیان کا جوش و زور: حضرت مفتی اعظم ہند نے غیر اسلامی اور باطل عقائد کی تنقید بھی کی ہے، رد بھی کیا ہے اور بدمذہبوں کا تعاقب بھی، اس طرح بیان میں جوش و زور در آئے ہیں۔ چند اقتباسات دیکھئے:۔

(۱۲) دہریوں اور اباجیوں کا رد فرماتے ہوئے دینِ فطرت اسلام کی عظمت و صداقت کا بہت ہی پرجوش مگر وقار و متانت کے ساتھ اظہار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

''دہریوں اور اباجیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ، شیطان کے وکیل، شیطنت کا پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انہیں اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ سے کوئی علاقہ نہیں جیسے ان کے پیر و استاد ابلیس لعین کو۔ ان بدعقلوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا، ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو پیٹھ نہ دی بلکہ عقل کو بھی، حیا و شرم و غیرت کو بھی، واقعات محسوسات، مشاہدات جن سے روزِ روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتباع ہی سے دینی دنیوی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے رو گردانی کی ہے وہی قوم ذلت میں گری اور حضیضِ تنزل میں پڑی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ''

(ص۹۴)

(۱۳) رافضیوں اور وہابیوں دیوبندیوں کے ردّ بلیغ کے بعد قادیانی اور مشرقی (عنایت اللہ، بانی تحریک خاکسار) کا رد اس طرح کرتے ہیں۔

''قادیانی مرزا کو نبی اور مجدد مانتا ہے۔ قادیانی، عیسیٰ کلمۃ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی طرح طرح توہین کرتا ہے۔ قادیانی کہتا رہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

قادیانی قرآن کو جھٹلاتا رہے، نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔

یونہی مشرقی اور اس کے اقوال بدتر از ابوال کو ماننے والا بکتا رہے کہ مشرقی نہاء عظیم لایا ہے جسے تذکرہ ص ۵ سچی نبوت کہا......'' ص ۱۲۱

(۱۴) مسلمانو! جمعیت و کمیٹی کے لوگ جو کچھ جواب دیں مگر تم جانتے ہو کہ انگریز جب بھی انگریز ہی تھے، مسلمان نہ تھے، اور غدر کے مسلمان بھی ضرور مسلمان تھے اور قرآن عظیم میں یہ احکام بھی بلا ریب تھے اور یہ لوگ گاندھی کے بتانے سے پہلے بھی قرآن پڑھتے اور ان احکام الٰہیہ کا علم رکھتے تھے تو پھر ظاہر کہ بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہ لوگ پابند ہوا و ہوس ہیں۔ جب انگریزی سلطنت میں اپنا رسوخ بڑھانا، اعتبار جمانا تھا، لہٰذا رنگ وہ تھا اور اب ہوسِ سوراج اور آزادی و خود مختاری کے نشہ اور سلطنت کرنے کی خواہش کی ترنگ میں رنگ یہ ہے۔ گاندھی کے بندے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں، عمرو قرآن و حدیث تک اس پر نثار کرتے ہیں''۔ (ص ۵۷۸)

تبصرہ:

مندرجہ بالا اقتباسات میں بیان کا جوش و زور ظاہر ہے۔

اقتباس نمبر ۱۲ میں یہ جملہ ''یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ، شیطان کے وکیل، شیطنت کا پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں'' بیان کے جوش و زور کو ظاہر کر رہا ہے، ایسا لگتا ہے جیسی بجلی تڑپ رہی ہو۔ ''پیٹھ دینا'' محاورہ کا استعمال بھی ہے۔ شعری فضا کا اہتمام بھی بہت خوب ہے۔

اقتباس نمبر ۱۳ میں بھی شعری فضا کا اہتمام ہے۔ قادیانی اور مشرقی کے رد کا بلیغ اظہار بھی ہے۔ ''کرتا رہے، کرتا رہے'' کی تکرار نے عبارت میں روانی پیدا کر دی ہے۔

اقتباس نمبر ۱۴ میں خلافتیوں اور جمعیۃ العلمائیوں کا رد ہے جو گاندھی کی آندھی میں بہہ رہے تھے۔ اس میں طنز لطیف کا پہلو بھی اجاگر ہے۔ وضاحت و استدلال کی جلوہ گری بھی ہے۔ اس انداز تحریر نے بیان کے جوش و زور میں اضافہ کر دیا ہے۔

خلاصۂ کلام: حضرت مفتی اعظم ہند کی عظمت فقاہت تو آشکارا ہے۔ آپ کے فتاویٰ قرآن و حدیث اور تفسیری حوالوں سے مزیّن ہیں اور آپ نے انہیں اقوال ائمہ سے منقح فرمایا ہے۔ ترتیب و سلیقہ مندی اور وضاحت و استدلال کا آئینہ دار ہے۔ آپ کے فتاویٰ میں نثر خالص، بیانیہ اور تاثراتی نثر کی خوبصورت جلوہ گری ہے۔

''فتاویٰ مصطفویہ'' میں سیاسی و معاشرتی نوعیات کے مسائل بھی ہیں، فرقہائے باطلہ کا رد و تعاقب بھی ہے، لہٰذا طنز و تعریض خطابیہ انداز وغیرہ کے بھی نمونے موجود ہیں، نیز بیان میں جوش و زور بھر گیا ہے، کہیں کہیں تو انشاء پردازی کا بہت ہی حسین رنگ نمایاں ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ نے محاورات کا بھی برمحل استعمال کیا ہے اور کہیں کہیں تحریر میں شعری فضاء کا اہتمام بھی خوب ہے۔

''فتاویٰ مصطفویہ'' کے اس مختصر نثری اسلوب کے جائزے سے یہ حقیقت واضح ہے کہ حضرت مفتی اعظم کو زبان و بیان پر زبردست عبور حاصل تھا اور آپ نے سائلین اور قارئین کی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر میں لطیف مطالعہ کی کیفیت کو بخوبی برقرار رکھا ہے۔

اس جائزے سے علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حضور مفتی اعظم پر صادق آتا ہے کہ:

''خداوند قدوس نے آپ کے ضمیر، آپ کے خمیر اور آپ کی سرشت کو ''تفقہ فی الدین'' کے سانچے میں ڈھال کر پیدا فرمایا تھا'' نیز ''آپ کے نوکِ قلم سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ قانون ہے۔ اگر آپ لکھنے پر آجائیں تو اپنے وقت کا شہنشاہِ قلم آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دے'' (استقامت ڈائجسٹ، کانپور، مفتی اعظم نمبر، ص ۴۶۔۴۷)

ہجرت رسول مستشرقین کی نظر میں

تاج محمد خان الازہری
ریسرچ اسکالر جامعۃ ازہر (مصر)

ماہ محرم کا ہلال نظر آتے ہی عالم اسلام میں فرحت و شادمانی کی لہر دوڑ جاتی ہے، چہار جانب محفلوں کے انعقاد کا غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جاں نثارانِ رسول ﷺ اپنے نبی کی یادِ ہجرت، تازہ کرنے کے لئے جلوس کی شکل میں ہر سمت سے امنڈ پڑتے ہیں، بام و در سجنے لگتے ہیں، گلی کوچے فانوس و دیا کی ضیاء سے بقعۂ نور ہو جاتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو، اس لئے کہ یہ ہجرت نصرت حق کے لئے تھی اور ایک ایسی سوسائٹی کے قیام کے لئے جہاں ظلم و بربریت کا گزر نہ ہو، جہاں صرف امن و امان کا بول بالا ہو، جہاں محتاج و غنی میں کوئی تمیز نہ ہو، جہاں حسب و نسب کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق نہ ہو، جہاں رنگ و نسل کا امتیاز نہ ہو، جہاں عربیت باعث افتخار اور عجمیت باعث ننگ و عار نہ ہو، جہاں صرف ''ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم'' ہی عظمت و بزرگی کا معیار ہو، جہاں صرف اور صرف عدل و مساوات ہی سکہ رائج الوقت ہوں اور اس لئے بھی کہ یہ ماہ مبارک اپنے دامن میں ہجرت رسول ﷺ کی حسین یاد اور روشن تاریخ سمیٹے ہوئے ہے جو تاریخ اسلامی کا ایسا حسین واقعہ ہے جس نے پوری اسلامی تاریخ کا رخ پھیر دیا ہے، یہ ہجرت رسول ﷺ ہی کی دین تھی کہ جو مسلمان کل تک سرزمین مکہ پر سرنگوں چلتے تھے آج وہ مدینہ کی گلیوں میں سربلند نظر آرہے ہیں، جو مسلمان کل تک مکہ کی چلچلاتی دھوپ میں عذاب و اذیت برداشت کر رہے تھے آج مدینہ کی خوشگوار فضاء سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مشرکین مکہ کی چیرہ دستیوں کے باعث جن مسلمانوں کا، کل تک جینا دوبھر تھا آج وہی مسلمان مدینۃ الرسول ﷺ میں لذتِ حیات سے آشنا ہو رہے ہیں، لیکن جہاں ایک طرف مسلمان ہجرتِ رسول ﷺ کے استقبال میں خوشیوں کے ترانے گا رہے تھے۔

طلع البدر علینا، من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا لِلّٰہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر داع

وہیں دوسری جانب مشرکین مکہ اپنی ناکامی کا ماتم کر رہے تھے اور آج بھی جب یہ حسین موقع آتا ہے مسلمان اپنے نبی کی یاد مختلف صورتوں میں مناتے ہیں، لیکن چونکہ اب مشرکین مکہ نہ رہے جو اپنی ناکامی پر حسرت و یاس کے دو قطرہ آنسو بہا سکیں۔

اس لئے اب ان کی نیابت ان کے دُم چھلّے مستشرقین کر رہے ہیں، جن کی گھٹی میں عداوت اسلام کا زہر اس طرح رچا بسا ہوا ہے کہ اس کا کاٹ حنظل و تریاق کے ذریعہ بھی ممکن نہیں ہے، حقیقت میں یہ مستشرقین ان مشرکین سے بھی اخطر ہیں (زیادہ خطرناک) چونکہ ان کی عداوت سافرانہ (روشن) تھی جو کہ ہر قاص (دور) اور دانی (نزدیک) پر عیاں تھی، لیکن ان کی منافقانہ عداوت کم علم تو اپنی جا، ذی علم کو بھی اپنے دام فریب میں پھنسا لیتی ہے تاریخ اسلام اس بات کی شاہد عدل ہے کہ مستشرقین نے زہر ہمیشہ شہد میں گھول کر دیا ہے اور بارہا گردن اسلام میٹھی چھری سے کاٹی ہے، لہٰذا اپنی عادتِ قدیمہ اور روایت دیرینہ کے مطابق جیسے ہی ماہِ محرم قریب آتا ہے اسلام کے خلاف کمربستہ ہو جاتے ہیں، ان کے سینوں میں سلگتی ہوئی نفرت کی چنگاری شعلے کی شکل اختیار کر لیتی ہے، پژمردہ تازہ ہو جاتے ہیں اور غیظ و غضب کی شدّت و حدّت سے ان کا قلم بے لگام ہو جاتا ہے، نتیجۃً

لکھتے ہیں کہ: ''اصحاب نبوت و رسالت کو خواہ کتنی ہی اذیت و مشقت برداشت کرنی پڑے، خواہ کتنے ہی دشوار مراحل سے گزرنا پڑے کبھی اپنے وطن کو خیر باد نہیں کہتے۔ دعوت و تبلیغ کی راہ میں کیسی ہی قربانی دینی پڑے اس کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، لیکن محمد ﷺ، مشرکین مکہ کی اذیتوں کے سامنے ثابت قدم نہ رہ سکے اور ان کے قدم لڑکھڑا گئے، لہٰذا وہ میدان چھوڑ کر مکہ سے مدینہ بھاگ گئے، اس لئے کہ وہ منصب رسالت کے اہل ہی نہ تھے۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ ان کی بدبختی اور اسلام دشمنی انہیں یہاں تک لے آئی کہ معاذ اللہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو ''النبی الفار'' بھگوڑا نبی لکھا جبکہ یہ سراسر کذب و بہتان ہے، حق اور حقیقت سے اس کا دور کا بھی رشتہ نہیں ہے۔ اس تمہید کے بعد اب ذیل میں ہم ان کے اس باطل دعوے کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔ انشاء اللہ دلائل کی روشنی میں روزِ روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ مستشرقین نے ہجرت رسول ﷺ کے تعلق سے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ محض ان کی عصبیت و عداوت کی پیداوار ہے، صدق و صداقت سے اس کا ادنیٰ بھی تعلق نہیں ہے۔

ا۔ مستشرقین کا یہ دعویٰ کہ رسول اکرم ﷺ، مشرکین مکہ کے ظلم و استبداد کی تاب نہ لا کر مکہ چھوڑ مدینہ فرار ہو گئے، لہٰذا ان کی یہ ہجرت منصب رسالت کے منافی تھی، لیکن ہجرت رسول ﷺ کا پس منظر ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ حقیقت سے عاری اور عصبیت سے پُر ہے، اس لئے کہ شہر مکہ آپ کی جائے پیدائش ہے اور یہ قانونِ فطرت ہے کہ انسان کو اپنے مسقطِ رأس (جائے پیدائش) سے بڑا لگاؤ ہوتا ہے اور پھر اس شہر سے تو آپ کی بے شمار یادیں وابستہ ہیں۔ بچپن کے سنہرے پل یہیں گزارے، شباب کے حسین ایام یہیں گزارے، اسی شہر کی وادیوں میں (جانوروں پر شفقت کے اظہار کے لئے) بکریاں چرائیں، آپ کی وفا شعار رفیق حیات، جنہوں نے کبھی غالی نفیس کی پروا نہ کرتے ہوئے راہ اسلام میں اپنا مال بے دریغ صرف کیا اور جسے تاریخ رہتی دنیا تک **الـزوجة المتـالية** کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتی رہے گی، حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آخری آرام گاہ اسی شہر کی آغوش میں ہے، دادا عبد المطلب اور چچا ابو طالب، جنہوں نے آپ کے ہر ناز اٹھائے، فرحت و شادمانی کے دن ہوں یا رنج و غم کے لمحے، ہر ایک میں برابر شریک رہے، اسی سرزمین پر مدفون ہیں، دیگر عزیز و اقارب بھی اسی شہر میں آباد ہیں، یہ ساری چیزیں اپنی جگہ، سب سے اہم شے جو اس شہر کا طرۂ امتیاز ہے وہ بیت اللہ الحرام کا وجود ہے، جس کے بارے میں قرآن فرماتا ہے ''**ان اول بیت وضع للناس للذی بیکة مبار کا ھدی للناس**، خانۂ کعبہ کا وجود باعث عظمت ہے۔ یہ امر اپنی جا مسلم ہے، لیکن یہ شہر بذات خود بھی عظمت و بزرگی میں کسی سے کم نہیں ہے، چونکہ اللہ رب العزت نے اس کی قسم کھائی ہے اور قسم اسی کی کھائی جاتی ہے جو غایت درجہ معظم و مکرم ہو ''**لا اقسم بھٰذا البلد و انت حل بھٰذا البلد** ''اس شہر کی عظمت و حرمت کا حقیقی اندازہ رسول پاک ﷺ کے اس فرمان سے لگایا جا سکتا ہے جسے آپ نے بوقت ہجرت ارشاد فرمایا تھا، جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لئے اپنے سینے میں محفوظ کر لیا ہے ''**انت أحب بلاد اللـه الی لو لا قومک أخر جونی ماخرجت منک** ''اے شہر مکہ تو مجھے بہت ہی عزیز ہے اگر یہ قوم مجھے ہجرت پر مجبور نہ کرتی تو میں تجھے کبھی خیر باد نہ کہتا:

اعلان نبوت سے لیکر تیرہ سال کے عرصے میں کافروں نے دنیا کی وہ کون سی تکلیف ہے جو آپ کو نہ پہنچائی ہو، کبھی راستے میں کانٹے بچھائے، کبھی سنگ ریزے برسائے، کبھی مجنوں کہا تو کبھی دیوانہ، کبھی شاعر کہا تو کبھی ساحر، ان تمام ایذا رسانیوں کے باوجود بھی آپ نے ہجرت نہ فرمائی، پھر آخر وہ کون سی شے تھی جس نے آپ کو اس طویل عرصہ تک مشقت برداشت کرنے کے بعد ہجرت پر ابھارا؟ اگر مستشرقین تعصب کی عینک اتار کر انصاف کی نگاہ سے اسلام کا مطالعہ کرتے، تو ان پر یہ بات واضح ہو جاتی کہ نبی دینی امور میں اپنی خواہشات نفس کی پیروی نہیں کرتا بلکہ وہ حکم خدا اور وحی الٰہی کا پابند ہوتا ہے، یہی وجہ تھی کہ رسول اکرم ﷺ اس طویل عرصہ تک مشرکین کے ظلم و استبداد کا نشانہ بنتے رہے، مگر آپ نے ہجرت نہ فرمائی، لیکن جیسے ہی

رب کی جانب سے پروانہ ہجرت ملا، مکہ کو خیر باد کہا اور مدینہ طیبہ کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنالیا اور اس کی دلیل حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جسے آپ نے صحیح بخاری میں ''باب هجرة النبی و اصحابه الی المدینة'' میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ''عن النبی ﷺ ۔قال: ریت فی المنام انی أهاجرین من مكة الی أرض بهانخل، فذهب وهلی الی أنها الیمامة او هجر فاذا هی المدینة یثرب ''حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے ایسی سرزمین کی جانب ہجرت کررہا ہوں جہاں کھجور کے باغات بکثرت ہیں، تو ابتداً میرا ذہن شہر یمامہ کی طرف گیا لیکن درحقیقت وہ مدینہ تھا۔ اس بات کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ ۔''أمرت بقریة تاكل القریٰ یقولون یثرب وهی المدینة تنفی الناس كما ینفی الكبیر خبث الحدید ''ہجرت رسول ﷺ کے تعلق سے احادیث مبارکہ اور بھی ہیں، لیکن طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کررہا ہوں۔

۲۔ رسول پاک ﷺ کی ہجرت نہ مشرکین مکہ کے خوف سے تھی اور نہ اپنے عیش وآرام کے لئے، جیسا کہ مستشرکین نے گمان کیا ہے، اس لئے کہ انہیں اللہ رب العزت کی نصرت وتائید حاصل تھی، آپ کے رب نے حمایت وحفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''واللہ یعصمک من الناس ''اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام ترمذی، حاکم اور بیہقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے کچھ محافظین (Guards) تھے جو آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے لیکن اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد آپ نے فرمایا ''یـا ایهـا الـنـاس انصرفوا فقد عصمی اللہ ''ترجمہ: (اے لوگو! اب تم جاؤ میرا محافظ خود میرا رب ہے۔)

اللہ رب العزت نے بھی اپنے محبوب سے کیا ہوا وعدہ خوب نبھایا، شب ہجرت مشرکین مکہ اپنے ناپاک ارادے کی تکمیل کے لئے کاشانۂ نبوت کے گرد وپیش ریوڑ کی شکل میں جمع تھے لیکن رسول کریم ﷺ ''وجعلنا من بین ایدیهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشیناهم فهم لا یبصرون '' کی تلاوت فرماتے ہوئے ان کے سامنے سے ایسے گزر گئے کہ مانو کسی نے ان کی آنکھیں اچک لی ہوں اور ان کی بینائی سلب ہوگئی ہو۔

یونہی غار ثور میں دشمن سراغ لگاتے لگاتے آپ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ ''لو نظر احدهم تحت قدمیه لراه ''ان میں سے اگر کوئی اپنے پیر تلے دیکھتا تو آپ نظر آجاتے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''الا تنصرو ه فقد نصره الله اذا اخرجه الذین كفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا، فانزل الله سكینة علیه وایده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذین كفروا السفلی وكلمة الله هی العلیا والله عزیز حكیم''

جو خالق بشر کی کفالت میں ہو اسے شیر سے خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت! یہی سبب تھا کہ جب سراقہ بن مالک قریش کی جانب سے اعلان کردہ انعام واکرام کی لالچ میں آخر حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، کا تعاقب کرتے ہوئے آپ کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ صرف قاب قوسین اوادنی کی دوری رہ گئی، مگر پھر بھی رخ زیبا پر خوف کے اثرات عیاں نہ ہوئے، اس لئے کہ آپ کے رب نے فرمادیا تھا ''و اذ یمكر بک الذین كفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمكرون و یمكر الله والله خیر الماكرین.

۳۔ انبیاء اور رسل کی تاریخ میں آپ پہلے نبی نہیں ہیں جس نے اللہ کی راہ میں دین متین کی نشر واشاعت کے لئے ہجرت کی ہے، بلکہ آپ سے قبل متعدد انبیائے کرام نے حسب ضرورت ہجرت فرمائی، حاملین رسالت کی تاریخ میں آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کا اسم گرامی سرفہرست ہے آپ پہلے نبی ہیں جس نے فی سبیل اللہ ہجرت فرمائی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، آتش کدۂ نمرود سے نجات پانے کے بعد جب اپنی قوم سے مایوس ہوگئے چونکہ اتنی دعوت وتبلیغ کے بعد بھی

لوگ بت پرستی پر ہی مصر رہے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کے معترف نہ ہوئے تو آپ تنگ آ کر یہ فرماتے ہوئے ''**وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین**'' ملک شام ہجرت فرما گئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام جنہیں اسرائیل کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے، اپنی قوم بنی اسرائیل کی چیرا دستیوں سے عاجز آ کر اپنے ماموں لابان کے پاس ہجرت کر گئے اور طویل عرصے تک وہیں قیام فرمایا، ان کی بکریاں چراتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سے آپ کی شادی کردی۔ حضرت یوسف اور بنیامین علیہما السلام کے علاوہ تمام اولاد وہیں پیدا ہوئی، پھر کچھ عرصہ بعد فلسطین واپس تشریف لے آئے۔

حضرت سیدنا لوط علیہ السلام نے بھی ہجرت فرمائی، جس کا تذکرہ قرآن میں بھی ہے ''**انی مھاجر الی ربی**'' اسی طرح حضرت موسیٰ اور یوسف علیہما السلام نے بھی ہجرت فرمائی، گویا ان تمام انبیائے کرام کی ہجرت کسی مادی یا دنیوی منفعت کے حصول کے لئے نہ تھی بلکہ ہجرت کا ہدف محض فروغ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ تھا، لہٰذا حضور ﷺ کی ہجرت کوئی بدعت سیۂ نہ تھی جیسا کہ مستشرقین کا زعم ہے۔

۴۔ رسول پاک ﷺ کی ہجرت طلب راحت کے لئے نہ تھی بلکہ وقت کی اہم ضرورت تھی، اس لئے کہ جب تیرہ سال کی جہد مسلسل اور سعی پیہم کے باوجود بھی سنگ دل مشرکین اپنی بت پرستی پر ہی اڑے رہے تو باب امل بند ہوگیا اور امیدوں کی کلیاں مرجھا گئیں، لہٰذا رسول کریم ﷺ نے مکہ چھوڑ مدینہ کا رخ کیا، جہاں آپ کی ہجرت سے قبل بھی بڑی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، اسلام کے دفاع اور تحفظ کے لئے تن من دھن کی بازی لگانے کو تیار تھے، ایسی صورت حال میں یہ فطری چیز تھی کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں قیام کو ترجیح دیتے، جس جگہ دعوت و تبلیغ کے راستے میں کوئی سنگ راہ حائل نہ تھا، جس جگہ آپ فرائض نبوت و رسالت بحسن و خوبی انجام دے سکتے، جو جگہ اپنے محل وقوع (Location) اور موسم کے اعتبار سے بھی امتیازی حیثیت کی حامل تھی۔

۵۔ ہجرت رسول کے تعلق سے یہ زعم فاسد، متعصب اور مردہ ضمیر مستشرقین کا بھی جائزہ لیتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ہجرت رسول ﷺ کے متعلق ان کی اپنی کیا رائے ہے اس لئے کہ عربی میں مقولہ ہے ''**الحق ما شھدت به الاعداء**'' (حق وہی ہے جس کی شہادت خود دشمن دے) ایک انگریز مستشرق نیکلسون ہجرت کے حوالے سے لکھتا ہے ''**ومما لا شک فیه ان ھجرۃ محمد افادت الاسلام فائدہ عظمی، و کانت اکبر عامل فی انتشارہ و علو کلمته و توطید دعائمه، ذلک ان محمد الجا الی قوم لیس بینه و بینھم قرابته و انمانربطه بھم جامعه الدین و وحدۃ العقیدۃ، و قد قام بذلک خیر قیام فی کیامة عظیمة و حذق کبیر، و قد استطاع محمد فی مدی عشرین عاما ان یزرع کل بزور التطور السیاسی و العقلی التی یمکن ان یمربھا العرب عبر القرون**''

''بلاشک محمد ﷺ کی ہجرت سے اسلام کو عظیم فائدہ پہنچا اور اسلام کی نشر و اشاعت میں ہجرت نے کلیدی رول ادا کیا، اس لئے کہ محمد ﷺ نے ہجرت کے لئے ایسی قوم کا انتخاب فرمایا جس سے ان کا کوئی خونی رشتہ نہ تھا بلکہ صرف دینی اور ملی قرابت تھی اور انہوں نے اس رشتہ کی بنیاد بڑی ہی شائستگی اور مہارت سے رکھی، جس کی بنیاد پر انہوں نے صرف بیس سال کی مدت میں سیاسی اور عقلی تقدم و ترقی کے وہ تمام اسباب مہیا فرما دیئے جو کہ آنے والی صدیوں میں عربوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

مذکورہ تمام دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کے ذکر کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ کی ہجرت دشمن کے خوف یا طلب جاہ و منصب کے لئے نہ تھی بلکہ اسلام کی سربلندی اور اس کے تحفظ و بقا کے لئے تھی، اب اس تفصیل اور تشریح کے بعد توقع کی جاسکتی ہے کہ مستشرقین کے بغض و عناد کا پردہ چاک ہوگیا ہوگا۔ **واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم، و ماتوفیقی الا باللّٰہ۔**

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات

سلیم اللہ جندران

میں نے اس موضوع پر کیوں لکھا؟

امام احمد رضا خان بریلوی کی حیات وخدمات کا ذکر تمام انسانوں تک بالعموم اور پوری امت مسلمہ تک بالخصوص پہنچانے کی بھرپور ضرورت ہے کیونکہ:

آپ کی زندگی کی ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہے اور سنت رسول ﷺ پر عمل ہی ہر مسلمان کی زندگی کی فلاح ونجات دے سکتا ہے، لہٰذا امام احمد رضا خان بریلوی کی حیات وتعلیمات کا مطالعہ اپنے قارئین، پیروکاران کو شریعت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کی طرف راغب ہونے کی ترغیب دے گا۔ آج بعض لوگ طریقت کو شریعت سے الگ قرار دیتے ہیں۔ امام بریلوی فرماتے ہیں۔

''شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل ومردود فرما چکا''
(مقال عرفا از شرع وعلماء از امام احمد رضا۔ صفحہ ۷ (سمنانی کتب خانہ۔ انڈیا)

آپ نے اپنے ہر عمل میں خوشنودی خدا اور شریعت مصطفیٰ ﷺ کو پیش نظر رکھا۔ یہی صحیح عمل کی پہچان اور معیار ہے اور یہی چیز آپ کی حیات، خدمات کے مطالعہ سے آشکار ہے۔ ہمارے اعمال کی کامیابی کا دارومدار بھی اسی جذبہ پر ہے۔ آپ کی حیات وخدمات کا مطالبہ فکر وعمل کی درستگی اور کامیابی کے لئے ممد ومعاون ہوگا۔

آپ کے افکار عالیہ میں عالمِ اسلام کی بھلائی کے لئے بہت کچھ ہے۔ ہمارا ملی فریضہ ہے کہ آپ کے افکار وتعلیمات کو عام کیا جائے، مثلاً آپ کے معاشی واقتصادی افکار پر عمل پیرا ہو کر امت مسلمہ غربت و افلاس کے جال سے نکل سکتی ہے۔ آپ کے اصلاحی نظریات پر عمل کرنے سے مسلم معاشرہ کی تشکیلِ نو ممکن ہے۔ آپ کے تعلیمی نظریات پر عمل پیرا ہو کر ناخواندگی، بے مقصدیت، طبقاتی نظام تعلیم، سائنسی وفنی پسماندگی جیسے امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ آپ کے ملی وسیاسی افکار پر عمل کرتے ہوئے عالم اسلام بجائے غیر مسلم طاقتوں کے محکوم بننے کے دنیا کی قیادت کی اہلیت حاصل کرسکتا ہے۔ آپ کے نظریاتِ تحقیق کو عام کرنے سے ملک سے تشدد اور جبر کا کلچر کم کرنے میں مدد ملے گی۔ آپ کے معیارات تحقیق کسی طور بھی عالمی درجہ کے مسلّمہ معیاراتِ تحقیق سے کم نہیں جس قدر آپ کی تصانیف کا مطالعہ زیادہ ہوگا اسی قدر عوام کو آپ کے اندازِ تحقیق سے آگہی ہوگی۔ جس قدر عوام میں علم وتحقیق عام ہوگی اسی قدر عوام کی سوچ منطقی اور رواداری کا آئینہ دار ہوگی۔

مولانا حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ ''سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات'' (سنّی رضوی اکیڈمی، ماریشس افریقہ ۱۹۹۳ء، صفحہ ۶۳) میں رقم کرتے ہیں۔

''اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا خان) کا جب دور شروع ہوا تو معیارِ علم دین گھٹ چکا تھا مگر علم کے طلب گار بڑھ چکے تھے اور علوم آلیہ (ریاضی، فلسفہ، اقلیدس) کی طرف لوگوں کا رجحان زیادہ تھا اور علمائے اسلام ان علوم سے ناآشنا ہو چکے تھے۔ اسکولوں، کالجوں میں ان علوم کی لازمی تعلیم تھی عام طور پر یہ خیال ہو چکا تھا کہ اسلام علوم سے بے بہرہ ہے۔ ایسے وقت میں ربّ العزت نے اپنے ایک بندے کو تمام حلم وعلم کا ماہر کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اُس کو مروجہ وغیر مروجہ، عالیہ اور آلیہ تمام علوم میں ایسی مہارت عطا کی کہ ان علوم کے بارے میں مسلمانوں کی نیچی نگاہیں بہت بلند ہوگئیں اور مسلمانوں کو موقع مل گیا کہ

دنیا کو چیلنج کریں کہ اسلام اور مسلمان کسی علم میں کسی سے کم نہیں رہے''۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری اپنے پی۔ایچ۔ڈی مقالہ ''امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ ﷺ'' (مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور (سن ندارد) صفحہ ۳۷۲) میں نقل کرتے ہیں۔

''فخر و اعتماد کے ساتھ جس مستند عالم اور محقق کو دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں کے محققوں کی بزم میں پیش کیا جاسکتا ہے۔کم از کم انیسویں، بیسویں صدی میں اس افتخار کا سہرا محقق بریلوی کے فرق اقدس پر سجتا ہے اور ہر اعتبار سے آپ ہی اس کے حقدار ہیں''۔

آپ کی تحریروں، تقریروں، خطبات، فتاویٰ، مکتوبات، ملفوظات، ارشادات، تحقیقات، اشعار غرضیکہ ایک ہزار کے لگ بھگ آپ کی تصانیف نے مسلمانوں کو عظمت اسلام سے روشناس کرایا، عشق رسول ﷺ کی لازوال اور نا قابلِ تسخیر دولت سے مالا مال کیا۔ردِّ نصاریٰ (۳ کتب)، ردِّ ہنود (۱ کتاب)، ردِ آریہ (۲ کتب)، ردِّ نیچریہ (۷ کتب)، ردِ قادیانیہ (۶ کتب) کے موضوع پر آپ کی تصانیف نے مسلمانوں کو ان گمراہ نظریات میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا آپ کی یہ تصانیف آج بھی دفاع اسلام کے لئے ایک مضبوط قلعہ اور مینارۂ نور و ہدایت کی حیثیت رکھتی ہیں۔دین حق، اسلام کی لاریب تعلیمات کو اثر آفریں اور مدلّل انداز میں دنیا تک پہنچانے کے لئے آپ کی ان تصانیف سے فائدہ اٹھانا چاہئے (حیات اعلیٰ حضرت (جلد دوم) مصنفہ مولانا ظفر الدین رضوی، مکتبہ رضویہ۔لاہور، ۲۰۰۳ء) میں ان کتب پر اجمالی تبصرہ موجود ہے۔مزید دوسو چار تصانیف، امام احمد رضا خان نے مسلم امت کی فکری و اعتقادی اصلاح کے لئے رقم کی ہیں، اُن کا اجمالی جائزہ بھی مذکورہ بالا ''حیات اعلیٰ حضرت'' میں موجود ہے۔

نجم القادری نے مولانا بدرالدین احمد قادری کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

''لاکھوں اشخاص نے اعلیٰ حضرت کی تقریروں اور تحریروں سے فائدہ اُٹھایا، گمراہوں کا طبقہ آپ کی تحریریں پڑھ کر دیندار بنا...... کتنے وہ ہیں جو کفریات بک کر مرتد اور بے دین ہوگئے تھے۔آپ کی رہنمائی سے مخلص مسلمان بن گئے''۔

(مولانا بدرالدین، سوانح اعلیٰ حضرت، مدرسہ اہلسنت، گلشن رضا بصار و اسٹیل سیٹی، ۱۹۹۴ء، صفحہ ۱۵۳)

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشیدِ علم اُن کا درخشاں ہے آج بھی

(مرزا عبدالشکور نقشبندی)

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۷ء (ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی) کے اداریہ (صفحہ ۱۰-۱۱) میں یہ خوش آئند خبر دیتے ہیں کہ غیر مسلم اسکالرز امام احمد رضا پر تحقیق اور ان کی حیات و تصانیف کے مطالعہ کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہو کر عشق مصطفیٰ ﷺ کی حلاوت سے لذت آشنا ہو رہے ہیں اور یہ نومسلم اسکالرز محدث بریلوی کی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھا رہے ہیں۔مثلاً عیسائی نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون (سابق پروفیسر آکسفورڈ یونیورسٹی) اپنے مقالے ''امام احمد رضا کی عالمی اہمیت'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''عالمی اہمیت کی حامل وہی شخصیت ہوسکتی ہے جو دور جدید کی خوفناک شکستوں اور ناکامیوں میں انسانیت کی رہنمائی کی اہلیت رکھتی ہو، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی ایسی ہی شخصیت تھے اور اسی وجہ سے ان کی عالمی اہمیت ہے......امام احمد رضا سائنس کے مقابل اسلام کا دفاع کرنے اور سائنس کی حدیں واضح کرنے کی کاوشوں کی وجہ سے عالمی اہمیت کی حامل شخصیت ہیں''۔

امام احمد رضا خان بریلوی کے افکار و تعلیمات کا فروغ آج نہایت ضروری ہے کیونکہ عصرِ حاضر کے حوالہ سے آپ کے نظریات خصوصی افادیت اور اہمیت کے حامل ہیں، مثلاً موجودہ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی پالیسی اور گلوبلائزیشن امت مسلمہ کے وسائل کا استحصال کر رہی ہے۔امام بریلوی نے ۱۹۱۲ء میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی فلاح و نجات کے لئے یہ اہم نکات پیش کئے۔

۱۔ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات کا باہم فیصلہ کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے

خرچ کرتے ہیں پس انداز ہوسکیں۔

۲۔ بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس، حیدر آباد دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں۔

۳۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

۴۔ علم دین کی ترویج واشاعت کی کوشش کریں۔

(تدبیر فلاح ونجات واصلاح، از امام احمد رضا)

امام صاحب کی اُن تعلیمات، جوانہوں نے ایک صدی پہلے پیش کی ہیں، کے پیش نظر آج امت مسلمہ اگر اپنی الگ مشترکہ منڈی قائم کرلے اور مسلمان ممالک باہم تجارت کو اولین ترجیح قرار دیں تو یہ قدم اقتصادی ترقی کے لئے سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔

موجودہ صدی میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن نے تعلیم کو بھی صنعت قرار دے دیا ہے۔ تعلیم منڈی میں بکنے والی نوکری اور فیکٹری میں تیار ہونے والی پیداوار کی حیثیت اختیار کرگئی ہے۔ استاد جو کہ پیشۂ پیغمبری کا امین تھا وہ آج اس تعلیمی صنعت کی ورک فورس اور مزدور کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔ صنعتی منڈی میں تعلیم کے وہ مضامین جن کا تعلق اخلاقیات، انسانیات، قدریات سے تھا وہ معدوم ہوتے جارہے ہیں۔ صرف انہی مضامین کو فروغ مل رہا ہے جن کی تعلیمی صنعتی منڈی میں فوری Sale یقینی ہے اور جن سے روپے کی فوری واپسی ممکن ہے۔ تعلیم کا مقصد آدمیت اور انسانیت کا درس سکھانا تھا مگر اب اس کا مقصد فقط حصول زر بن کے رہ گیا ہے۔ غریب عوام کے لئے علم کی رسائی مشکل ہورہی ہے۔ اس کی اصلاح احوال کے لئے امام بریلوی کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے...... تعلیم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہئے...... علم کو کھانے پینے کا ذریعہ نہ بنایا جائے...... طالب علم کے دل میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام اجاگر کیا جائے...... تعلیمی اداروں کا ماحول پرسکون اور باوقار ہونا چاہئے، طلبہ کو وحشت اور انتشارِ فکر کا شکار نہ ہونے دیا جائے والدین یا سرپرست کی اجازت کے بغیر دوسرے کے نابالغ بچے سے ذاتی کام کروانا استاد کے لئے بالکل ناجائز ہے''۔ قومی ترقی کا انحصار تعلیمی ترقی پر ہے۔ تعلیمی ترقی کے لئے امام احمد رضا خان کی تعلیمات عصرِ حاضر میں نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی نے اپنی زندگی میں ان اعلیٰ اوصاف کا عملی نمونہ پیش کیا۔ اپنے مدرسہ دارالعلوم منظر اسلامی (بریلی) کے شعبہ دارالافتاء سے ورلڈ اوپن یونیورسٹی کی صورت میں غیر رسمی فاصلاتی نظامِ تعلیم کے تحت مختلف براعظموں سے آئے ہوئے تقریباً پچاس ہزار استفسارات کے مفصل، مستند، محققانہ جوابات مرسل کی زبان تحریر میں بھجوائے۔ اردو سوال کا جواب اردو میں، انگریزی کا انگریزی میں، فارسی سوال کا جواب فارسی میں، عربی استفسار کا جواب عربی میں حتیٰ کہ نظمی صورت میں استفسار کا جواب نظمی صورت میں دیا، مگر زندگی بھر کسی سے ایک کوڑی وصول نہ کی۔ ایک بار بہاولپور کے جسٹس محمد دین نے وصیت اور وراثت کے بارے میں ایک استفسار آپ کی خدمت میں بھجوایا اور ساتھ کچھ رقم بھی منی آرڈر کردی جسے امام احمد رضا خان نے یہ کہہ کر واپس فرمادیا:

''الحمدللہ! یہاں فتویٰ پر فیس نہیں لی جاتی''

(معارف رضا، سال نامہ ۱۹۸۹ء، جلد نہم، صفحہ ۱۴۳)

Cultural Diffusion & Pluralism کے

موجودہ حالات میں مسلم تشخص زوال پذیر ہے۔ امام احمد رضا خان نے زندگی بھر مسلم تشخص اور اسلامی روایات واقدار پر آنچ نہ آنے دی، ہر ایسی تحریک کا زبردست محاسبہ کیا جس سے مسلم تشخص کے زوال کا خدشہ ہو۔ مولانا عبدالباری فرنگی محل، علی برادران، علامہ محمد اقبال، قائداعظم جیسے رہنماؤں کی۔ بھی ہندو مسلم اتحاد کی تحریکات کے پُرآشوب دور میں خوب رہنمائی کی آپ کی بھرپور جدوجہد نے ہندو مسلم اتحاد کے بھرپور داعیان کو متحدہ تصورِ قومیت سے واپس آنے پر مجبور کردیا۔ آپ زندگی بھر انگریزی عدالت میں باوجود شدید مجبوری کے بھی نہ گئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ انگریزوں نے ہمارے

سرتاج، کلاہ، عمامہ مبارک کو اپنے خادموں کے لئے مخصوص کردیا ہے اور مسلمانوں کے فرش کی شان کو انہوں نے اپنے کرسی ومیز کے ذریعے روند ڈالا ہے تو آپ نے مسلم تشخص کی خاطر اور انگریزی لباس سے نفرت کی خاطر اس انگریزی لباس میں نماز پڑھنے والے کو لوٹانے کا حکم دیا۔ آج پھر لادینیت پر مبنی ثقافت کی یلغار ہورہی ہے۔ امام احمد رضا خان کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اقتصادی ترقی کی خاطر ہمیں مسلم ثقافت کو ہندووانہ ومشرکانہ ثقافت میں گڈمڈ ہونے سے بچانا چاہئے۔ حالانکہ اقتصادی ترقی بھی دراصل اس طرح حاصل نہ ہوگی۔ امام صاحب کی فکر کی تائید آج ملکی وغیر ملکی دانشور بھی کررہے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر آئرنا این سیرنکو (Irina N.Serenko)

(پریذیڈنٹ سینٹر فار پاک اسٹڈیز رشن اکیڈمی آف سائنسز، ماسکو) کے اس بیان میں امام بریلوی کی حقیقت شناس صدا کی بازگشت سنائی دیتی ہے جو کہ موصوفہ نے پشاور میں ایریا اسٹڈی سینٹر آف رشیا اینڈ سینٹرل ایشیا کے دورہ پر جاری کیا۔

"Pakistan Should be a modren state but not at the cost of its traditions and culture..... Pakistan Should not abondon its traditions and customs because development, progress and prosperity are not possible without these things" (Daily Times, Lahore, July 16, 2004 (P-A-2)

ترجمہ: پاکستان کو اپنی ثقافت اور روایات کو خطرہ میں ڈال کر یا اپنی روایات و ثقافت کی قربانی دے کر جدید ریاست ہرگز نہیں بننا چاہئے...... پاکستان کو اپنی ثقافت اور روایات ترک نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ پاکستان کی ترقی وخوشحالی ان کے بغیر ممکن نہیں۔

روزنامہ نوائے وقت ۱۵ اگست ۲۰۰۴ء اور روزنامہ خبریں ۱۷ اگست ۲۰۰۴ء میں احسن اقبال اپنے مضمون ''قومی تشخص اور خود یقینی کا بحران'' میں کافی لمبی چوڑی بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ آج پاکستان کو درپیش چیلنجوں میں سب سے بڑا چیلنج نہ تو آئینی اور سیاسی ہے اور نہ اقتصادی اور سماجی، اصل بحران جو آج ہماری قومی صلاحیت کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے وہ ''قومی تشخص اور خود یقینی کا بحران'' ہے جس کی بدولت ہماری قومی زندگی میں کنفیوژن گھٹنے کے بجائے مسلسل بڑھتا جارہا ہے جب کسی فرد یا گروہ کا خود پہ یقین اور اس کی شناخت دھندلا جائے تو ماہرینِ نفسیات کے بقول وہ فرد یا گروہ ڈپریشن کے مرض کا شکار ہوجاتا ہے جس سے مایوسی اور لاتعلقی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ حامد سلطان اپنے مضمون ''پاکستان کا جغرافیائی اور نظریاتی دفاع'' (روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۲۳ اگست ۲۰۰۴ء) میں اپنا یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ ''اس وقت ہمارے سامنے سب سے اہم بات فکری آئیڈیالوجی کی حفاظت ہے اگر اس کی حفاظت نہ کی گئی تو کل کا مؤرخ پاکستان کے بارے میں یہ لکھے گا کہ ایک لادین ریاست اور مملکت تھی''۔

امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستان کو درپیش ایسے چیلنجز اور مسائل کے حل کے لئے رضویات کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیمات رضا کا ہر حرف، ہر لفظ، ہر سطر دینی وملی تشخص کی بھرپور حفاظت اور آئیڈیالوجی آف اسلام کے تحفظ کے اثر آفریں پیغام سے سرشار ہے۔ جس قدر تعلیمات رضا کا ابلاغ بڑھتا چلا جائے گا اسی قدر عالم اسلام پاکستان کا نظریاتی دفاع مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ اپنی دھرتی کی حفاظت آئیڈیالوجی کی قوت کے بغیر ناممکن ہے۔ معاشرتی و سماجی انصاف کا قیام، جارحیت کا خاتمہ، احیائے حق، امن وسلامتی کا قیام، آئیڈیالوجی کی قوت پر مبنی ہے۔ اپنی جغرافیائی حدود کی حفاظت امکانی طور پر جدید ٹیکنالوجی کا استعمال بھی اسی آئیڈیالوجی کے جذبہ پر ہی منحصر ہے۔ مطالعۂ رضویت سے انشاء اللہ یہ آئیڈیالوجی بھی مستحکم ہوگی اور قومی تشخص اور خود یقینی بھی پروان چڑھے گی جس کی آج ہمیں ضرورت ہے۔

موجودہ حالات میں عالم اسلام کو اپنے استحکام اور بقا کی خاطر جس قدر اتحاد کی ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ ہوگی، تمام

اسلامی قوتوں کو متحد اور مربوط کرنے کے لئے سب سے کارگر اور مؤثر ترین اساس محبت رسول ﷺ ہی ہے۔ اس کا اعتراف مسلم وغیر مسلم سبھی کرتے ہیں، مثلاً Mircea Eliade انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن میں نقل کرتے ہیں۔

"Love of the Prophet has been called the strongest binding force in Islam" (P.388)

[The Encyclopedia of Religion (1987) chapter: Islamic Poetry Macmillan Publishing Company, New York.]

کلامِ رضا کا مطالعہ محبت رسول ﷺ کے لازوال جذبہ کے فروغ کے لئے موثر ترین وسیلے کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا جس قدر رضا شناسی عام ہوگی اسی قدر محبت رسول ﷺ کی عالمگیر تحریک مستحکم ہوگی اور اتحاد عالم اسلام مضبوط ہوگا۔ امام احمد رضا خان کے کلام کا ہر لفظ آپ کی زبان سے ادا ہونے والا ہر حرف اسی جذبہ کا پیغامبر تھا:

دہن میں زباں تمہارے لئے ﷺ
بدن میں ہے جاں تمہارے لئے ﷺ

(رضا بٹ)

اس موضوع پر لکھنے کی ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ تعلیمات رضا میں زندگی کے تمام طبقات کے افراد کے لئے رہنمائی کے مواقع موجود ہیں، مثلاً:

آپ کا ترجمہ قرآن حکیم "کنز الایمان" ہر خاص و عام کی رشد و ہدایت کے لئے قابل استفادہ ہے۔ اردو ترجمہ قرآن "کنز الایمان" اب ہندی، بنگلہ، انگریزی، سندھی اور بروہی زبان میں بھی دستیاب ہے جس سے متعلقہ خطوں کے لوگ اپنی مقامی زبان میں فہم القرآن کی خاطر رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔

محبت رسول ﷺ اور اطاعت حضور ﷺ کے اثر آفریں پیغام سے سرشار آپ کا نعتیہ کلام "حدائق بخشش" نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے اُردو دان طبقہ کے دلوں کو صاحبِ قرآن، سرورِ کون و مکاں ﷺ کے مرکز کی طرف موڑ رہا ہے بلکہ اس کے منظوم، منثور، عربی و انگریزی ترجمہ شدہ ایڈیشن عالمِ عرب اور عالمِ یورپ میں بھی حُبِّ رسول ﷺ پھیلانے کا سرچشمہ ثابت ہو رہے ہیں۔ وہاں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ کے پچاس ہزار کے لگ بھگ فتاوٰی کے مستفتیاں/ سوال کنندگان (Questioners/ Correspondents) کی فہرست پر اجمالی نظر ڈالی جائے تو اُن میں اعلیٰ عدالتوں کے چیف جسٹسز، محققین، اساتذہ، مصنفین، ادباء، اطباء، شعراء، سائنسدان، حکومتی ملازم وغیر ملازم وغیرہ...... غرضیکہ ہر طبقہ کے افراد آپ سے رہنمائی لیتے نظر آتے ہیں...... یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی تعلیمات و خدمات/ تصنیفات و نگارشات کو پاکستان، ہندوستان، ممالکِ عربیہ، افریقہ کی متعدد جامعات میں ملکی نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس کی تفصیل اس کتاب کے باب نمبر ۱۱ میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد لکھتے ہیں:

"آج کل کے محقق اور ریسرچ اسکالر اگر اپنے مضامین کی تدوین سے پہلے مولانا کی تصانیف کو پڑھ لیں تو کافی حد تک یہ اسکالرز اپنے گائیڈز/ سپروائزرز سے بے نیاز ہو کر کام کرنے کے قابل ہو جائیں گے"۔

(ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ ﷺ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور۔ (سن ندارد)، صفحہ ۴۳۳)

برصغیر پاک و ہند میں اسلامی فکر کی ترویج و ارتقاء میں جو اہم خدمات امام بریلوی نے انجام دی ہیں، محققین کے لئے انہیں نظر انداز کر کے آگے بڑھنا آسان نہیں۔ پروفیسر پریشان خٹک لکھتے ہیں:

"Imam Ahmad Raza Barelvi has completed an important role for evolution of the Islamic thinking in the Sub-Continent. And it is not so easy to present and interpret the Islamic

teachings in the present age without making use of his writings and views."
(Imam Ahmad Raza Conference Souvenior 1987, P,23)
(ascited ma`arif-e-Raza, Vol, xi, 1991, P.63)

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی رقم طراز ہیں کہ سلسلہ نبوت کے اختتام کے بعد امت مسلمہ کی ہدایت اور جدت علم کے لئے نور نبوت ﷺ کے طفیل ہر نئی صدی میں کوئی نہ کوئی ایسا عالم ربانی ظاہر ہوتا ہے جو مجدد کے فرائض ادا کرتا ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمتہ کا وجود مسعود ایسے ہی علماء ربانی میں ہوتا ہے۔ آج سیرت النبی ﷺ کا علم حضرت احمد رضا خان کی تعلیمات کی روشنی میں پھیلائے جانے کی اشد ضرورت ہے تا کہ مسلمان اصلی منابع اسلام وخاص طور پر رہبرِ اسلام ﷺ کی ذات کو ہی رجوع کریں جس سے اتحادِ کامل حاصل ہوتا''۔

(ماہنامہ ''معارف رضا، کراچی، کالم معارف رضویات، صفحہ ۳۹، جولائی ۲۰۰۴ء)

امام احمد رضا خان بریلوی عالم اسلام کے ممتاز ہیرو ہیں۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کے گونا گوں کارناموں سے حقیقی شناسائی قارئین کو یہ امر باور کرائے گی کہ ہم رہنمائی ونسٹن چل، ابراہم لنکن، برنارڈ شا، مارکس، لینن یا والٹیر کی بجائے امام بریلوی کے افکار وتعلیمات سے کیوں نہ حاصل کریں۔ جن کے تعلیمی، معاشی، سیاسی، سائنسی غرضیکہ ہر قسم کے نظریات کا منبع ومبتداء قرآن کریم اور حدیث مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام ہے۔ آج اگر پاکستان کو اسلامی دنیا کی قیادت مطلوب ہے تو یہ تبھی ممکن ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کے فروغ کو اپنا مطمحِ نظر بنالے۔ اسلامی مفکرین کے نظریات کو عام کرے۔ حضور اقدس ﷺ کے کے عطا کردہ علم کی جو روشنی صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کی وساطت سے آپ جیسے علمائے ربانی کو نصیب ہوئی اُسے خلقِ خدا کی بھلائی کے لئے عام کرنا ہر علم دوست اور انسان دوست کا فرض ہے۔ یہی اس کتاب کی تصنیف کا بنیادی مقصد ہے۔ امام بریلوی خود وصیت فرماتے ہیں:

''اے لوگو...... حضور ﷺ ربّ العزّت جل جلالہ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے، صحابہ سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو، ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو''......

(علامہ حسنین رضا، وصایا شریف، صفحہ ۲۱-۲۲، بحوالہ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ ﷺ۔ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور۔ صفحہ ۹۱)

رضا شناسی کا یہی تقاضا ہے کہ آنے والی نسلوں تک علم کی یہ روشنی پھیلانے کا اب ہمیں حتیٰ المقدور اہتمام کرنا چاہئے۔ اس کتاب کے توسل سے پیغامِ رضا کی یہی صدا قارئین تک پہنچانا مقصود ہے۔ رب العزت ہم سب کو نفع بخش علم کے ان مراکز تک رسائی عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کا صدقہ ہمیں علم نافع سے بہرہ مند فرمائے، نیز اسے دوسروں تک پہنچانے اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور کے پروپرائٹر محمد اجمل قادری خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت و ابلاغ کے لئے بھرپور دلچسپی پیش کی۔ رب ذوالجلال انہیں اس تعاون کا خصوصی صلہ عطا فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

رضویات کے ماہرین کے خدمت اقدس میں یہ گزارش ہے کہ میری اس ادنیٰ سی کاوش میں جہاں بھی وہ ترمیم واضافہ اور میری اصلاح و رہنمائی ضروری سمجھیں مجھے اُس سے ضرور نوازیں، کیونکہ Perfection ہرگز میرا دعویٰ نہیں۔ خوب سے خوب تر کی جستجو اور شوق ضرور ہے۔

''سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا'' اور کامل و اکمل ذات فقط حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے جن کے ''اسوۂ حسنہ'' میں ہم سب کے لئے بہترین رہنمائی کی قرآنی بشارت دی گئی ہے۔

کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے

معارف القلوب (گزشتہ سے پیوستہ)

مصنف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

محشی: مولانا عبدالمصطفیٰ رضا عطاری*

جواب: لعنت لُغت میں بمعنی طرد و ابعاد کے ہے (۲۸۱) اور اہلِ شریعت کبھی اس سے طرد و ابعاد رحمتِ الٰہی و بہشت سے (۲۸۲) اور کبھی طرد و ابعاد جنابِ قرب اور رحمت خاص و درجۂ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔

پہلے معنی کافروں کے لئے خاص ہیں۔ جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی جیسے ابوجہل، ابولہب، فرعون، شیطان، ہامان، اس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن پر لعنت کرتے تھے، **باعلامِ الٰہی** (اللہ کے بتائے سے) واقف ہوتے ہیں یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں۔ یعنی **فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ** (۲۸۳) کہتے ہیں۔

دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے۔ جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عُصاۃ (گنہگار لوگوں) کے حق میں وارد ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں مگر جواز اس قسم کا بھی مقید بوصفِ عام مذموم ہے۔ **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ** (۲۸۴) اور **لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ** (۲۸۵) کہہ سکتے ہیں، کسی شخصِ خاص پر لعنت نہیں کر سکتے۔

شیخ محقق فرماتے ہیں: لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں، سوا اس کے جس کے کافر مرنے کی مُخبرِ صادق نے خبر دی اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دمِ اخیر محتمل ہو (۲۸۶) لعنت نہ کریں۔

طریقہ محمدیہ میں ہے: سوا ایسے کافر کے کسی شخصِ معیّن پر لعنت جائز نہیں۔ یہاں تک کہ بہت محققین علماء (۱۰☆) یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور اعزہ و اہلِ بیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ (۱۱☆) ہتکِ حرمتِ حرم کا باقی نہ چھوڑا۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں۔ اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ حاصل ہو۔ (۱۲☆) اس سے یہ بہتر ہے کہ اس قدر وقت ذکر و تلاوت میں صرف کرے کہ ثوابِ عظیم ہاتھ آئے۔ اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا، پروردگارِ عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو، اس پر لعنت نہ کرے۔ اگر وہ لائق لعنت کے ہے تو اس پر لعنت کہنے میں تضیعِ وقت ہے (۲۸۷) اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں، تو گناہِ بے لذت۔ اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی **مرآۃ الجنان** میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے، وہ ملعون ہے اور حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے۔

لاینبغی للمؤمن ان یکون لعانا رواہ الترمذی (۲۸۸)

حواشی

(۲۸۱) یعنی لعنت کے لُغوی معنی ''دُوری'' کے ہیں۔

(۲۸۲) یعنی شرعی اصطلاح میں لعنت سے مراد اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کی جنت سے دوری ہے۔ تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی یہ ہوئے کہ تو اللہ عزوجل کی رحمت و جنت سے دور ہو۔

(۲۸۳) اللہ کی لعنت منکروں پر۔ سورۃ البقرۃ۔ آیت ۸۹، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۸۴) جھوٹوں پر اللہ عزوجل کی لعنت۔

(۲۸۵) ظالموں پر خدا کی لعنت۔ سورۃ ھود، آیت ۱۸، ترجمۂ کنز الایمان

(۲۸۶) یعنی یہ احتمال ہے کہ ہوسکتا ہے فلاں کافر مرتے وقت ایمان لے آیا ہو۔

بعض مکارِ زمانہ اسی کو بنیاد بنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ''میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے؟'' مقامِ غور و فکر تو یہ ہے کہ پہلے خود کافر کہہ چکے، پھر کہتے ہیں کافر مت کہو۔ حالآنکہ خود قرآن مجید سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ کافر کو کافر ہی کہا جائے اور مومن کو مومن۔ کیا آپ غور نہیں کرتے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ کافروں کو **یاایھا الکافرون** کہہ کر پکارا گیا ہے بلکہ قرآن پاک کی ایک مکمل سورۃ کا نام ہی **سورۃ الکافرون** رکھا گیا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کوئی عاقل شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ جو شئے

* استاذ جامعہ مدینۃ العلمیہ، گلستانِ جوہر، کراچی

جس وقت جس حالت میں ہو اسے اسوقت اسی کی جنس سے پکارا جائے گا۔ مثلاً گندم جب تک اپنی اصل حالت پر باقی ہے اسے گندم ہی کہا جائے گا اور جب اسے پیس کر آٹا کر دیا جائے تو پھر اسے کوئی بھی گندم کہنے کو تیار نہیں ہوگا بلکہ آٹا ہی کہا جائے گا اور جب اس آٹے کی روٹی بنالی جائے تو پھر اسے آٹا نہیں روٹی کا نام دیا جائے گا اور جب اس روٹی کو کھا کر فضلے کی شکل میں خارج کر دیا جائے تو پھر اسے روٹی نہیں بلکہ فضلہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت ان حضرات کو یہ بات کیوں نہیں سوجھتی کہ گندم کو گندم مت کہو۔ کیا معلوم کب آٹا ہو جائے اور آٹے کو آٹا مت کہو، کیا معلوم کب روٹی ہو جائے وغیرہ.......

اگر ان لوگوں کی اس بات کو مان لیا جائے کہ '' کافر کو کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے'' تو اس سے لازم آتا ہے کہ پھر مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہا جائے کیا معلوم کب بدمذہب یا کافر ہو جائے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کتنے نہیں کہ کتنے ایمان سے غافلوں کا مرتے وقت ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دراصل اس طرح کی ناسمجھی والی باتیں کرنے والوں کا ان حیلے بہانوں کو پیش کرنے سے مقصودِ اصلی یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات جو چاہیں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے پھریں، جس طرح چاہیں اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہ ہو کہ میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو، ہم تو پھر بھی کلمہ گو ہیں۔ مگر ان حضرات نے کلمہ طیبہ کے لوازمات کو بھلا دیا کہ حقیقۃً کلمہ گوئی سے مقصودِ اصلی تو وہی اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ والا صفات کو دل سے تسلیم کر کے ان کی توقیر بجالانا ہے۔ صرف گوشت کے لوتھڑے یعنی زبان سے کلمۂ طیبہ کو رٹ لینا کافی نہیں۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں منافقین بھی بظاہر کلمہ پڑھتے تھے۔ مگر ایمان سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں تھا۔

اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کی گستاخانہ عبارتوں کو ملاحظہ کرنے کے لئے ان کی کتاب تحذیر الناس کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت سے انکار کیا گیا ہے۔

حفظ الایمان کا مطالعہ کیجئے جس میں اللہ کے بے عیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم میں جانوروں، بچوں اور پاگلوں کے مساوی ٹھہرایا گیا ہے۔

براھین قاطعہ کا مطالعہ کیجئے جس میں اللہ عزوجل کے لئے جھوٹ ممکن بتایا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۲۸۷) یعنی وقت کو ضائع کرنا ہے۔

(۲۸۸) کسی بھی مؤمن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

(۱۰☆) علماء یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں۔

امام احمد اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کہا: ''میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگِ بدر میں کیا تھا۔'' اور یہ بات فی الواقع کفر ہے۔ سوا اس کے اور افعال و اقوال اس روسیاہ سے منقول ہیں جو کفر و ارتداد پر صریح دال ہوں۔ شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہے اور بے حرمتی حرمین شریفین اور وہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔

بعض علماء اس کی تکفیر و لعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں، اجازت ان حرکتوں اور امام رضی اللہ عنہ کے قتل کی اس بدلیلِ قطعی ثابت نہیں اور یہ کملہ کہ میں ان سے جنگِ بدر کا بدلہ لیا، برتقدیر ثبوت، احاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہوسکتا۔ **والیقین لایزول الایقین مثله کما تقرر فی موضعه۔**

غایت کار اس کا یہ ہے کہ فاسق و فاجر تھا اور احکام شرعیہ پر قائم نہ تھا اور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔

فاضل قونوی شرح عمدۃ النفسی میں لکھتے ہیں: صاحب کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کا اس کے ساتھ ہے، ارتکاب کبیرہ سے کم نہیں ہوتا اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں قولِ شارح عقائد کا یعنی **نحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه فلعنه الله علیه وعلیٰ انصاره واعوانه** مع اس کے دلائل کے رد کرتے ہیں اور خلاصہ وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج و یزید پر لعنت کرنا نہ چاہئے اس لئے کہ پیغمبر نے اہلِ قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لعنت کرنا بعض اہلِ قبلہ پر منقول ہے، اس سبب سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے۔ شاید وہ شخص منافق ہو یا باعلامِ الٰہی اس کا کفر پر مرنا معلوم ہو۔

امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں۔ الی ان قال لعنِ اشخاص میں خطر ہے پس اجتناب برتنا چاہئے اور ترکِ لعین ابلیس میں بھی خطر نہیں **فضلاً عن غیره** اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن میں توقف کرتے ہیں اور یہی راجح اور یہی اسلم اور یہی ہمارے ائمہ کا مذہبِ اصح و اقوم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز

(۱۱☆) اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر ستر مہاجرین و انصار و تابعینِ کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہلِ مدینہ لوٹ اور قتل اور انواع مصائب میں مبتلا رہے اور فوجِ اشقیاء نے مسجدِ اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی۔ اہلِ حرم سے یزید کی غلامی پر بجر بیعت لی کہ چاہے بیچے، چاہے آزاد کرے۔

جو کہتا میں خدا اور رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں، اسے شہید کرتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی بے حرمتی کر چکے، خانۂ خدا پر چلے۔ راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا۔ حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۱۲☆) ملائکہ و انبیاء کہ بحکمِ جنابِ کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں، بسبب امتثالِ امر (حکم کی بجا آوری) کے مشکور و ماجور ہوتے ہیں۔ جس طرح زبانیۂ دوزخ اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں۔ گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے کہ مقبولانِ جنابِ احدیت اس کے ایصال پر مامور و ماجور ہوتے ہیں۔ دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں، ان کو مارنا اور ایذا دینا موجبِ اجر نہیں اور آیۂ کریمہ علیہم لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین (ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی) (سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۶۱، ترجمہ کنز الایمان) اخبار ہے نہ کہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بنص ہونا ثابت ہو۔ **فتفکر۔ ۱۲ منه قدس سره**

جاری ہے.........

اپنے دیس...... بنگلہ دیس میں

فروغ رضویات کا سفر

اکیسویں قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

صبح (۲ جولائی ۲۰۰۳ء) ناشتہ سے فراغت کے بعد تقریباً ۹ بجے راقم اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد حسین بخاری حضرت مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کے ساتھ ان کے ڈرائنگ روم میں آئے۔ وہاں پہلے سے کچھ حضرات ہمارے منتظر تھے، باہر بارش کا سلسلہ جاری تھا۔ ملنے والوں میں کچھ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے مریدین اور عقیدت مند تھے، کچھ علماء اور اسکالرز حضرات تھے۔ مولانا محمد ذکریا صاحب مضافاتی علاقہ جزیرہ چرندیپ میں تشریف لائے ہوئے تھے جہاں وہ مدرسہ رضویہ اسلامیہ کے نام سے ایک دینی درس گاہ کے اہتمام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مولانا ذکریا صاحب ایک عرصہ سے ہر سال کراچی رمضان شریف میں تشریف لاتے رہے ہیں، آپ کا قیام زیادہ تر دارالعلوم امجدیہ میں ہوتا ہے کبھی کبھی آپ ایک مخلص دوست کے گھر گلشن اقبال میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اصرار کیا کہ احقر ۳ جولائی کا وقت ان کے مدرسہ کے معائنہ کے پروگرام کے لئے رکھے۔ مولانا شاہد الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ اس علاقہ میں بارش کی وجہ سے سیلاب آیا ہوا ہے، سمندر زوروں پر ہے اور راستہ پر خطر ہے، اس لئے فقیر کا وہاں جانا قطعی مناسب نہ ہوگا، راقم نے کہا کہ یوں بھی اب وقت نہیں رہا کیوں کہ راقم نے آج شام ہی کی ٹرین سے ڈھاکہ جانے کا پروگرام بنایا تھا لیکن مولانا بدیع العالم رضوی زید مجدہٗ کی درخواست پر رضا اسلامک اکیڈمی کے استقبالیہ فنکشن کی وجہ سے پروگرام تبدیل کر کے انشاء اللہ کل (۳ جولائی ۲۰۰۳ء) کی صبح کی ٹرین ''شوبرنا ایکسپریس'' سے ڈھاکہ جانے کا ارادہ کرلیا ہے اور اس سلسلہ میں مولانا عاشق الرحمٰن ہاشمی صاحب نے سیٹ بھی بک کروالی ہے، لہٰذا چرندیپ کا پروگرام اب نہیں بن سکتا۔ ان شاء اللہ زندگی رہی اور پھر کبھی یہاں کا سفر ہوا تو دیکھا جائے گا۔ اس موقع پر رضا اسلامک اکیڈمی کے صدر مولانا بدیع العالم رضوی صاحب، مولانا نظام الدین صاحب (جنرل سیکریٹری اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن) مولانا جلال الدین صاحب، (ریسرچ اسکالر قاہرہ یونیورسٹی، آپ اعلیٰ حضرت پر ''**امام احمد رضا القادری وجهوده فی مجال العقیدہ الاسلامیہ فی شبہ القارۃ الهندیہ**'' کے عنوان سے ایم۔فل کا مقالہ تحریر کررہے ہیں)

مولانا انیس الزمان صاحب، مولانا اسماعیل رضوی صاحب، مولانا عبدالمنان صاحب و چند دیگر حضرات بھی جن کے نام راقم کو یاد نہ رہے، فقیر سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ مولانا بدیع العالم رضوی صاحب نے خصوصی طور سے رضا اسلامک اکیڈمی کی جانب سے آج شام ۵ بجے منعقد ہونے والے استقبالیہ میں شرکت کی یاد دہانی کرائی۔ مولانا نظام الدین صاحب نے قدوۃ الاولیاء حضرت عبدالرحمٰن چھوروی رحمۃ اللہ کے ''مجموعۃ الصلوٰۃ الرسول'' کے بنگلہ ترجمہ کی پیش رفت پر گفتگو فرمائی۔ یہ ترجمہ وہ خود کررہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ ''**فجزاہ اللہ احسن الجزاء**

کچھ ہی دیر بعد علامہ مفتی عبیدالحق نعیمی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ

احمد ستیہ سولہ شہر (چٹا گانگ) بھی وداعی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ فقیر سے بڑی محبت اور شفقت فرماتے ہیں۔ قیام چٹا گانگ میں جتنی محافل میں راقم نے شرکت کی ہر محفل میں حضرت مفتی صاحب قبلہ سخت بارش اور قیام گاہ دور ہونے کے باوجود تشریف لاتے رہے۔ انہوں نے ہر محفل میں اس ناچیز کا اور ادارے کا تعارف نہایت پرزور اور پر خلوص انداز میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین) بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ راقم اس حسنِ تکلم اور حسنِ ظن کے لئے حضرت مفتی نعیمی صاحب کا ہمیشہ ممنون رہے گا۔ بنگلہ دیش میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ، سنی لٹریچر کی اشاعت اور وہاں مدارسِ اسلامی کے نصاب میں جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ممکنہ تبدیلیوں پر اور اس ضمن میں پاکستان کے اہل سنت کے مدارس میں پیش رفت پر بھی تبادلۂ خیالات ہوا۔ حضرت نعیمی صاحب نے چٹا گانگ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے لٹریچر اور ان پر تصنیفی و تحقیقی کام کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن اور رضا اسلامک اکیڈمی (چٹا گانگ، بنگلہ دیش) کی چار سالہ کارکردگی کی تعریف کی اور راقم کو مشورہ دیا کہ آپ ان دونوں اور دیگر سنی اشاعتی اداروں کو ادارے کی مطبوعات برابر بھیجتے رہیں تاکہ یہاں ان کا بنگلہ ترجمہ ہو کر علماء اسکالرز اور عوام الناس تک پہنچتا رہے۔ حضرت مفتی نعیمی صاحب نے یہ کہہ کر اجازت لی کہ انشاء اللہ شام کو رضا اسلامک اکیڈمی کے استقبالیہ میں ضرور ملاقات ہوگی۔ انہوں نے استاذ گرامی حضرت علامہ شیخ الحدیث والتفسیر نصر اللہ خان افغانی دامت برکاتہم عالیہ کو خاص طور سے سلام پیش کرنے کو کہا اور امید ظاہر کی کہ انشاء اللہ سریکوٹ شریف میں پیر طریقت حضرت علامہ طیب شاہ قادری قدس سرہ کے عرس شریف میں شرکت کے لئے پاکستان آنا ہوگا تو کراچی بھی آئیں گے۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث نصر اللہ خان مدظلہ اور آپ حضرات سے ملاقات ہوگی۔ انہوں نے فرمایا کہ کراچی میں اورنگی کے علاقہ میں ہمارے پیر بھائی کافی تعداد میں ہیں اور وہ جب بھی کراچی آتے ہیں تو آپا شہناز کے گھر قیام کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابو البیان سید رضوان الرحمٰن صاحب بھی بارش میں بھیگتے ہوئے تشریف لے آئے کہ مدرسہ میں آپ حضرات کا انتظار ہو رہا ہے، آپ اور علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری صاحب احسن العلوم جامعہ غوثیہ تشریف لے چلیں تمام اساتذہ کرام اور عملہ آچکا ہے آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ ہم لوگ مولانا شاہد الرحمٰن صاحب کی رہنمائی میں مین گیٹ کے بجائے مفتی امین الاسلام ہاشمی قبلہ کے دولت کدہ کے بالکل سامنے والی گلی کی طرف سے چھوٹے دروازے سے دار العلوم میں داخل ہوئے۔ بارش کی وجہ سے مین گیٹ کی طرف سے داخلہ میں زیادہ بھیگ جانے کا خطرہ تھا۔ مدرسہ وسیع و عریض جگہ پر ہے۔ غالباً اس کا رقبہ دو ہزار مربع گز ہے۔ عمارت دو منزلہ ہے۔ مسجد بھی مدرسہ کے احاطہ میں ہے، لیکن قبلہ کا رخ دار العلوم کے ایڈمنسٹریٹو بلاک کی طرف ہے۔ طلباء کی تعداد دو سو کے قریب بتائی گئی۔

تیز بارش کی وجہ سے ہم لوگ کچھ حصہ دیکھ پائے۔ دار العلوم کے ایڈمنسٹریٹو بلاک کے ہال میں ناشتہ کا اہتمام تھا۔ فقیر نے معائنہ رجسٹر پر اپنے تاثرات قلمبند کئے۔ اس وقت جو اساتذہ کرام وہاں موجود تھے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علامہ ابو البیان سید رضوان الرحمٰن ہاشمی صاحب (پرنسپل)

۲۔ حضرت مولانا سلیم الدین حیدر سلیم صاحب (وائس پرنسپل)

۳۔ حضرت علامہ عبد المالک شاہ صاحب (شیخ الحدیث)

۴۔ جناب مولوی صالح ظہور واجدی (استاذ)

کچھ اساتذہ شدید بارش کے باعث پہنچ نہیں سکے اور کچھ آکر جلد چلے گئے تھے۔ پرنسپل صاحب نے سب سے فرداً فرداً راقم کا تعارف کرایا۔ علامہ بخاری صاحب پہلے ہی سے ان سے متعارف تھے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المالک شاہ صاحب دار التعلیم مج بھنڈار شریف کے مدیر بھی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ السامی کی مطبوعات کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے ادارے کی مطبوعات میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور ادارے کی تحقیقی اور تصنیفی

سرگرمیوں کو سراہا۔ بعض کتب جو فقیر کے پاس بچ رہی تھیں وہ مدرسہ کی لائبریری کی نذر کیں۔ قبلہ شاہ صاحب چونکہ مج بھنڈار شریف کے مزارات کی کمیٹی کے زیر اہتمام قائم دارالتعلیم کے مدیر ہیں، راقم نے ان سے عرض کی کہ آپ وہاں کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے اور غیر شرعی معمولات کو ختم کرانے کے لئے وہاں ایک مدرسہ کے قیام کی جدوجہد کیوں نہیں فرماتے؟ حضرت شاہ صاحب نے منتظمین کی بے اعتنائی اور اپنی محدود ذمہ داریوں کا ذکر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ چاہنے کے باوجود اس قسم کے اصلاحی قدم اٹھانے میں بااختیار نہیں ہیں۔ بحر حال راقم ان کی گفتگو سے مایوس ہوا۔ وائس پرنسپل حضرت علامہ مولانا سلیم الدین حیدر مدظلہ العالیٰ جو حدیث شریف کی کتب بھی پڑھاتے ہیں، بڑے باذوق اور کثیر المطالعہ شخصیت نظر آئے۔ اردو ادب کا بھی بڑا اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہم لوگوں کے لئے ایک استقبالیہ نظم بطور اظہارِ تشکر کہی جو انہوں نے سنائی اور چلتے وقت اس کی اصل (پلاسٹک کو) فقیر کو بطور سوینیئر عطا فرمائی۔ یہ نظم شاعر موصوف کے خلوص اور محبت کی آئینہ دار ہے راقم انہی کے محبت کے بولوں میں یہاں چند اشعار قارئین کے ذوق کی خاطر درج کر رہا ہے۔ اسے فن شاعری کی کسوٹی پر پرکھنے کے بجائے بنگلہ دیش کے سنی علماء کے خلوص و محبت کا آئینہ سمجھ کر ملاحظہ کیا جائے تو لطف دوبالا ہوگا۔ سلام ہے بنگلہ دیش کے ان اہل محبت اور صاحبانِ علم کو کہ "مشرقی پاکستان" سے "بنگلہ دیش" بنے ہوئے تقریباً ۳۴ برس گزر گئے، "اردو زبان" کو وہاں کے تعلیمی اداروں اور پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا کے تمام مظاہر سے "دیس نکالا" ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا، لیکن صاحب علم و عرفان کے دل کی ترجمان کی حیثیت سے آج بھی اس کی اہمیت برقرار ہے۔ انشاء اللہ جب تک یہ چاند اور سورج صحیح سمت میں گردش کرتے رہیں گے یہ اہل محبت اور اہل تصوف بھی بنگلہ دیش میں مسند نشینِ ارشاد و تبلیغ رہیں گے اور ہمارے ان کے رشتہ بھی برقرار رہیں گے بلکہ مضبوط سے مضبوط تر ہوں گے۔ استقبالیہ نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نظمِ استقبالیہ بطورِ اظہارِ تشکر

مبارک ہے یہ بزم یادگارِ غوثِ جیلانی[1]
یہاں غوث الوریٰ کی زبان میں ہے ثنا خوانی

یہاں تشریف لائے عاشقانِ مصطفی ﷺ[2] بے شک
ہر اک کی ہے زباں پر نعرۂ یا غوثِ جیلانی

مبارک باد دینے کو حضورِ شاہِ جیلانی
قریب و دور سے آئے غلامِ غوثِ صمدانی

بحمد للہ یہاں آلِ نبی کا خیر مقدم ہے
بڑھی ہے رونقِ محفل بنی ہے بزمِ تابانی

مبارک آپ کو سیّد وجاہت صد مبارک ہو!
زہے قسمت ہمیں بخشا ہے تم نے شرفِ مہمانی

غلامانِ محمد ﷺ کے لےء تم بے بہا ہستی
تمہاری ذات ہے وقفِ رضا و غوثِ جیلانی

رضا کی ذات ہے سدِّ سکندر اس زمانہ میں
کہ جب چاروں طرف ہے نجدیت کی فتنہ افشانی

ہماری فرحت دل کردیا دو چند کہ جب آئے
شہ ارشاد[3] بے شک سینوں کا سیف برّانی

1- مراد غوث اعظم کانفرنس منعقدہ ۲۵، ۲۶ جون ۲۰۰۳ء، چاٹگام، جس میں راقم مدعو تھا۔ 2- اشارہ ہے بزم عاشقان مصطفی ﷺ کی طرف کہ جس کے زیر اہتمام غوث اعظم کانفرنس منعقد کی گئی۔ 3- اشارہ ہے علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری چیئرمین اسلامک سینٹر دیناجپور (بنگلہ دیش) کی طرف جو مہمان مقرر کی حیثیت سے مدعو تھے (اگلے صفحہ پر)

امینِ ہاشمیؔ پیرِ طریقت یوں دعا گو ہیں
خدایا اہلِ سنّت ہوں بحفظِ سیفِ یزدانی

سلیمؔ بے نوا اک بندۂ گمنام دنیا میں
مگر سر پر غبارِ خاکِ پائے شاہِ جیلانی

حضرت مولانا ابوالبیان صاحب نے بتایا کہ گزشتہ کئی برسوں سے یہاں کے طلبہ فاضلیہ اور عالیہ کے امتحانات میں جو حکومت کے محکمہ تعلیم کے مقرر کردہ نصاب اور ان کے مقرر کردہ بورڈ کی طرف سے ہوتا ہے، امتیازی پوزیشن حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔ انسپکشن ٹیم نے بھی یہاں کے معیارِ تعلیم کی اچھی رپورٹ لکھی ہے۔ بعد میں مشروبات و ماکولات سے ضیافت ہوئی۔ پرنسپل صاحب محترم اور بعض اساتذہ کرام نے یہ خواہش ظاہر کی ادارہ کی مطبوعات کے علاوہ ماہنامہ معارف رضا بھی انہیں ہر ماہ اعزازی طور پر ملتا رہنا چاہئے۔

قیام گاہ پر واپس آئے تو بارش مزید تیز ہو چکی تھی۔ نمازِ ظہر پڑھی گئی، پھر دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ تقریباً ۳ بجے دن کے قریب مولانا عبدالمنان صاحب (مترجم کنز الایمان، بنگالی) ملاقات کے لئے تشریف لائے، پھر جناب نور محمد صاحب میمن سابق صدر چٹا گانگ چیمبر آف کامرس اور چیئرمین ''خان جہان علی ٹریڈنگ کمپنی' سپر مارکیٹ، خاتون گنج، جناب عبدالوحید میمن صاحب پروپرائٹر سلور فوڈ انڈسٹریز، امیر مارکیٹ خاتون گنج، کے ہمراہ الوداعی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ یہ دونوں حضرات بڑے محبت اور خلوص سے فقیر سے ملے۔ نور محمد صاحب کا بنگلہ دیش کے اچھے اور بڑے تاجروں میں شمار ہوتا ہے۔ فقیر نے انہیں سادگی اور اچھے اخلاق کا مجسمہ پایا۔ انہوں نے ادارے کی کارکردگی اور مستقبل کے پلان کے متعلق دریافت کیا۔ مولانا شاہد الرحمٰن صاحب نے راقم کی اعانت کرتے ہوئے ان سے مختصر الفاظ میں فقیر اور ادارہ کی کارکردگی کا تعارف کروایا۔ محترم نور محمد صاحب نہ صرف یہ کہ معارف رضا کے سالانہ رکن بنے بلکہ ادارے کے لئے کچھ رقم بھی عطیۂ مرحمت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ اور ان کے بچے اردو بول لیتے ہیں لیکن پڑھ نہیں سکتے البتہ ان کی اہلیہ محترمہ اردو پڑھ لیتی ہیں۔ آپ انگریزی لٹریچر ہمیں ضرور بھیجا کریں۔ انہیں شام کی فلائٹ سے ڈھاکہ جانا تھا، لہٰذا کچھ دیر بیٹھ کر پھر اجازت لے کر وہ تشریف لے گئے۔ نور محمد صاحب جتنی دیر یہاں رہے ان کے موبائل ٹیلیفون پر چٹا گانگ، ڈھاکہ اور بیرون ملک سے مختلف کالز آتی رہیں جس سے اندازہ ہوا کہ وہ یہاں کی نہایت مصروف ترین شخصیت ہیں۔ مختلف رفاہی اداروں اور سیاسی شخصیات سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔ ان سے مل کر راقم کو ایک قریبی دوست اور یونین بسکٹ فیکٹری کراچی کے چیئرمین محترم زبیر حبیب یاد آگئے۔ ان کی بھی مصروفیات کا یہی عالم ہے۔ ان کے ساتھ آدھے گھنٹے کی نشست میں مختلف شخصیات اور اداروں کی جانب سے نہ جانے کتنے ٹیلیفون آجاتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھا ہوا فرد سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے کاروبار اور روزمرہ کے شب و روز کے معمولات کو کس طرح منظم (Manage) کرتا ہوگا۔

جناب نور محمد صاحب کا تعلق ہندوستان کے صوبہ گجرات سے ہے۔ قیامِ پاکستان (۱۹۴۷ء) کے وقت ان کے دادا اور والد مشرقی پاکستان آگئے اور پھر کاروباری سلسلہ میں یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۷۱ء کے المیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا، پھر نئے سرے سے کاروبار شروع کیا۔ اللہ جل شانہ نے اس میں ان کے والد اور ان کو عزت بھی بخشی اور ترقی بھی عطا فرمائی، لہٰذا نور محمد صاحب کی تعلیم بنگلہ میڈیم میں یہیں ہوئی اور ان کے بچے بھی اسی میڈیم میں پڑھ رہے ہیں۔ آپ حضرت شیخ المشائخ مولانا طیب شاہ قادری صاحب علیہ الرحمۃ سریکوٹ شریف سے بیعت ہیں۔ جناب عبدالوحید میمن صاحب کا تعلق بھی ہندوستان کے صوبے گجرات سے ہے۔ آپ بھی بڑے پرخلوص سنّی ورکر ہیں اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آپ نے معارف رضا کی رکنیت حاصل کی۔ فقیر کے ساتھ بڑے خلوص اور پیار و محبت کا برتاؤ کیا۔ قیامِ چٹا گانگ کے دوران تقریباً

اور جو بنگلہ دیش آمد پر فقیر کو پروٹوکول بھی دے رہے تھے۔ 4- یہاں حضرت علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی کی طرف اشارہ ہے۔

روزانہ کسی نہ کسی محفل میں باوجود موسلا دھار بارش کے تشریف لاتے اور ملاقات کرتے۔

مولانا ابوالبیان صاحب بھی کچھ دیر میں تشریف لے آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ شام رضا اسلامک اکیڈمی کے استقبالیہ میں وہ نہیں آسکیں گے اور آپ کل صبح کی ٹرین سے ڈھاکہ تشریف لے جارہے ہیں اس لئے سوچا الوداعی ملاقات کرلوں۔ وہ ہمارے محب علامہ مولانا کوکب نورانی زید عنایتہ سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ گزشتہ برس (۲۰۰۲ء) علامہ صاحب چٹاگانگ غوثیہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو مولانا ابوالبیان صاحب سے ان کی بڑی دوستی ہوگئی۔ علامہ کوکب حفظ اللہ یوں بھی مرنجا مرنج طبیعت کے مالک ہیں، پھر ان کا طرز تکلم اور انداز خطابت مزید سونے پر سہاگہ ہے۔ وہ اپنی گفتگو اور اخلاق سے اپنے ہم نشین کو بہت جلد اپنا شیدا بنالیتے ہیں۔

تو ان کے ایسے ہی ایک شیدا مولانا ابوالبیان صاحب بھی ہیں اور تین عادتیں دونوں میں مشترک ہیں۔ زورِ خطابت، پان اور سفید دوپلی ٹوپی پھول کی گوٹوں والی، مولانا ابوالبیان صاحب نے بغیر سلی ہوئی ٹوپیاں اور ان کی بیلیں فقیر کو دیں کہ یہ علامہ کوکب صاحب کی بارگاہ نیاز میں ان کی جانب سے پیش کردی جائیں۔

پانچ بجنے میں بیس منٹ باقی ہوں گے کہ حضرت مولانا بدیع العالم رضوی صاحب (صدر رضا اسلامک اکیڈمی) اور محترم حاجی عبید اللہ صاحب (سکریٹری رضا اسلامک اکیڈمی) رضا اسلامک اکیڈمی بھدرہاٹ کے دفتر لے جانے کے لئے تشریف لے آئے اور کہا کہ حضرت آپ اور دیگر حضرات تیار ہوجائیں۔ لوگ اکیڈمی کے دفتر میں آپ حضرات کی آمد کے منتظر ہیں۔

دل کا نظام اور برکاتِ روزہ (دل کی بیماریوں کا حل)

دورِ حاضر میں دل کی بیماریاں (Heart diseases) اور بالخصوص دل کے دورے (Heart attacks) عام ہوگئے ہیں۔ ناخالص غذا اور ذہنی پریشانی نے دل کی تکالیف میں اضافہ کردیا ہے جو لمحہ فکریہ ہے۔ میڈیکل کے ماہرین کا کہنا ہے کہ خون کی نالیوں (Blood Vessels) میں چربی (Cholesterol) بڑھ جانے سے خون کی شریانیں (Artries) سخت ہوجاتی ہیں، ان کی لچک (Dispensibility) کم ہوجاتی ہے، دورانِ خون (Circulation of BLood) متاثر ہوتا ہے، خون کا دباؤ (Blood Pressuer) بڑھ جاتا ہے، دل کے پٹھے (Heart Muscles) بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور دل کی تکالیف (Angina) اور Myocardial Infarction خطرناک صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق ماہِ صیام میں روزہ کی برکت سے بلڈ پریشر نارمل رہتا ہے کیونکہ چربی وغیرہ (Lipoprotiens-Cholesterol triglycerides, phospholopids etc) افطار کے وقت تک خون میں تحلیل ہوجاتے ہیں اور خون کی شریانیں سکڑنے (Atheroschlerosis) سے محفوظ رہتی ہیں۔ خون کا بہاؤ بالخصوص (diastolic blood pressuer) نارمل ہوجاتا ہے اور دل کے پٹھے سلامت رہتے ہیں اور انسان (Heart complications) سے بچ جاتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق دل کی دھڑکن کی باقاعدگی (regulation of heart pumping) کے لئے دو Mechanism انتہائی اہم ہیں:

1)Intrinsic cardiac regulation of pumping the frank-starling Mechanism

2) Controle of Heart by Autonomic Nervous System

دل کے ماہرین کا کہنا ہے کہ دورانِ خون (circulation of blood-vasomotion) کا یہ عمل ایک (A mini circuit) کے تحت کچھ ایسے ہے

Artery Arterioles Capillaries Venules Venis

جو روزہ کی برکت سے بہترین کام سرانجام دیتا ہے اور جسے عالم اسلام کے سائنسی مفکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ ایک صدی قبل اپنی تصنیف مقامع الحدید علیٰ خد المنطق الجدید 1886ء میں بیان کرچکے ہیں۔

تحریر...... ڈاکٹر محمد مالک

مدّ الابصار ترجمہ وتشریح جدّ الممتار

تعارف وتبصرہ

تبصرہ نگار: مولانا شاہ محمد تبریزی القادری

نام کتاب: مدّ الابصار ترجمہ جدّ الممتار علی ردالمحتار
شارح ومترجم: علامہ مفتی ابوالظفر غلام یٰسین رازؔ امجدی مدظلہ العالیٰ
سن اشاعت: ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ (۲۰۰۵ء)
قیمت: درج نہیں
ناشر: مکتبہ ماجدی الازہری
ملنے کا پتہ: مکتبہ ماجدی۔ دارالعلوم قادریہ رضویہ، ملیر (سعود آباد) کراچی۔ ☆ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل۔ کراچی
☆ مکتبہ رضویہ۔ گاڑی کھاتہ، آرام باغ۔ کراچی

شیخ الاسلام' امام اہل سنت مجدد دین وملت' قاطع بدعت' ماحی سنت، الشاہ احمد رضا خاں بریلوی ابن شیخ الاسلام مولانا مفتی نقی علی خان۔ ایک سوبیس سے زائد علوم فنون پر دسترس ومہارت رکھتے ہیں اور ایک ہزار سے زائد کتب ورسائل کے مصنف ومؤلف' مترجم ومحشی اور عالم اسلام کے جلیل القدر، نابغۂ روزگار، مفسر ومحدث، فقیہ، مفتی و عالم ہیں۔

امام احمد رضا خاں نے بہت سی کتب احادیث وفقہ پر نہایت ہی مفید ومد حاشیہ قلم بند فرمائے ہیں، اس طرز پر کہ ''حاشیہ نگاری'' ایک مستقل فن بن گیا ہے اور فن حاشیہ نگاری میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے علامہ وفہامہ محمد امین ابن عابدین شہیر بہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ حنفی کی معروف کتاب ''ردالمحتار'' پر نہایت ہی جامع ومؤقر، مؤثر ومعتبر حاشیہ بنام ''جدالممتار'' پانچ جلدوں میں تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب فقہی احادیث کا مجموعہ ہے اور نظام وقوانین اسلام اور مسلمانوں کے عائلی قوانین، فقہی احکام وآداب میں بدرجۂ کثیر واشیر مستعمل ہے۔

''ردالمحتار'' اصل میں علامہ علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی (المتوفی ۱۰۸۸ھ بمطابق ۱۶۷۷ء) کی معروف تصنیف ''الدرالمختار'' کا حاشیہ ہے، اور یہ دونوں کتب عام طور پر ''ردالمحتار علی درمختار یعنی'' فتاویٰ شامی'' کے نام سے مشہور ومعروف ہیں اور امام احمد رضا نے ان دونوں کتب کا خوب خوب تعقب فرماتے ہوئے ایک بے نظیر ومدلّل ومفصل ومجلّی ومکمل حاشیہ ''جدالممتار'' کے نام سے تصنیف فرمایا ہے اور ایسی بے مثال تحقیق انیق اب تک فتاویٰ شامی پر کہیں نظر نہیں آتی۔ آپ نے جگہ جگہ اپنے نظائر ودلائل پیش کئے ہیں، چوں کہ امام احمد رضا کی تصنیف لطیف تحقیق دقیق عربی زبان میں تھی اس لئے ایک عام قاری اس سے مستفیض نہیں ہوسکتا تھا، لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ اس نادر ونایاب کتاب کا اردو زبان میں عام فہم، سہل وسلیس اور مؤثر ترجمۂ حقیقی متن کی روح کے ساتھ کیا جائے۔ الحمدللہ! اللہ رب عزّ وجل نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقہ وطفیل وبہ فیض کرم ورضا، حضرت امام رضا، اس کار جلیل کی تمہید و تکمیل کی ہمت وجرأت، علم وحکمت میرے استاذ مکرم حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ الحدیث ابوالظفر غلام یٰسین رازؔ امجدی کو عطا فرمائی' جنہوں نے اس کا اردو ترجمہ پانچ جلدوں میں مکمل فرمایا اور اس کی جلد اوّل کی طباعت بھی فرمائی۔

یہ ترجمہ علماء وعوام کے لئے یکساں نافع ووافی' کافی وشافی ہے۔

جدّ الممتار کا ترجمہ کس قدر ادق ہے۔ اس فن سے تعلق رکھنے والے بخوبی واقف ہیں۔ اس کتاب کے ترجمے کے سلسلے میں راقم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے جد الممتار کے ترجمے کے لئے اس کے حوالہ جات (Refrences) تلاش کئے اور اس اوق کام کی تکمیل کے لئے فتاویٰ شامی ''الدر المختار علی ردمختار'' کا ورقاً ورقاً، سطراً سطراً، حرفاً حرفاً مطالعہ کرنا پڑا، جب کہیں جا کر یہ ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور استاد محترم کو اس کے باوجود کئی کتب کا مطالعہ کرنا پڑا، کیوں کہ امام احمد رضا نے اس کتاب میں اپنے علم فقہ کا نچوڑ پیش کیا ہے جس کا ترجمہ اتنا آسان نہیں تھا۔

دراصل علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ غزّی شہیر بہ خطیب تمرتاشی (المتوفی ۱۰۰۳ھ بمطابق ۱۵۹۶ء) نے ایک کتاب ''تنویر الابصار و جامع البحار'' تصنیف فرمائی اور پھر اس کی ایک شرح ''منح الغفار'' کے نام سے تحریر فرمائی۔ اسی متن کی علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے دو شرحیں تحریر فرمائیں، اوّل مبسوط شرح کا نام ''خزائن الاسرار و بدائع الافکار فی تنویر الابصار و جامع البحار'' رکھا اور دوسری شرح آپ نے ''الدر مختار شرح تنویر الابصار کے نام سے تحریر فرمائی جو فتاویٰ کی معروف کتاب ہے اور اسی کتاب پر علامہ شامی نے ''ردالمحتار'' کے نام سے حاشیہ تحریر فرمایا جو ''فتاویٰ شامی'' کے نام سے مشہور ہے۔ بعدازاں امام احمد رضا نے ان کتب پر ''جدالممتار'' کے نام سے حاشیہ تحریر فرمایا اور اب مفتی غلام یٰسین امجدی مدظلہ العالی نے جد الممتار کا اردو زبان میں ''مدّ الابصار'' کے نام سے ترجمہ کر کے ایک خلائے عظیم کو پُر کر دیا۔

''مدّ الابصار'' پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت پیر طریقت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلوی ابن علامہ ابراہیم رضا خاں ابن حجۃ الاسلام حامد رضا خان بریلوی ابن محدث ومفتی، مجدد ملتِ حاضرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تقریظ جلیل بھی موجود ہے اور رشحاتِ قلم علامہ محمد یٰسین اختر مصباح الاعظمی، شیخ الادب العربی (جامعہ اشرفیہ، مبارکپور۔ بھارت) کی بھی تقریظ جلیل موجود ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مفتی ابوالظفر، غلام یٰسین صاحب، فخر الاسلام محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد مدظلہ العالیٰ نور اللہ مرقدہٗ اور فخر اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالمصطفیٰ الازہری ابن صدر الشریعۃ مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) کے شاگرد رشید ہیں۔ راقم کو بھی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ سے مشرف تلمذ حاصل ہے۔ استاد محترم کی ایک اور نایاب تحقیق و تصنیف و ترجمہ ''وثائق بخشش شرح حدائق بخشش'' ہے۔ امام احمد رضا خان کے کلام کی یہ اوّلین شرح ہے، جو لفظی و معنوی لحاظ سے تحریر کی گئی ہے۔ اسی طرح ''وقار شریعت'' اور ''لاوڈ اسپیکر کی شرعی حیثیت''، فقہی احکام پر لکھی گئی معروف کتب ہیں۔

''مدّ الابصار'' میں امام احمد رضا اور علامہ شامی کی مختصر مگر جامع سوانح حیات بھی دی گئی ہے جو قاری کے لئے ایک بھرپور مطالعہ پیش کرتی ہے۔ سوانح شامی، علامہ محمد عبدالمبین النعمانی المصباحی نے تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب میں امام رضا کی دو فقہی اسناد بھی بزبان عربی پیش کی گئی ہیں۔ اگر ان اسناد کی عبارات کا اردو ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو ایک عام قاری بھی اس سے مستفیض ہوسکتا تھا۔ اس کتاب یعنی جلد اول میں استاد محترم مفتی ابوالظفر، غلام یٰسین امجدی مدظلہٗ العالیٰ نے ''موضوعِ کلام'' کے عنوان سے چورانوے عنوانات مذکور فرمائے ہیں، جس میں امام رضا نے علامہ شامی کا بھرپور تعقب فرمایا ہے۔

تصنیف ہٰذا پر ایک مبسوط تقریظ علامہ سید محمود احمد رضوی مشہدی شارح بخاری (مرحوم) نے بھی تحریر فرمائی ہے۔ (واضح رہے کہ علامہ محمود رضوی اور مفتی ابوالظفر غلام یٰسین ہم مکتب و ہم جماعت بھی ہیں)۔ قارئین کے مطالعہ کے لئے اس کا ایک اقتباس یہاں درج کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ضروریات و معاملات دین کے لئے ردالمحتار کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی، جسے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے بہت مفید پا کر نیز تشکیک مشکک کے ازالہ اور حوالہ جات کی کمی پورا کرنے کے لئے ''جدالممتار علی ردالمحتار'' کے نام سے اتنا مکمل

اور مستند حاشیہ لکھا کہ آج تک اہلِ علم طبقہ خصوصاً علماء وفضلا اور اساتذہ دینی علوم اس سے استفادہ فرمارہے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف ضروریات ومعاملات دین کی تکمیل کے لئے ہے بلکہ ایک مستند تاریخ بھی ہے جس میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب وفضائل کا ذکر خصوصاً قابلِ مطالعہ ہے۔

معاندین امام اعظم کو آپ کی ذات پر زبان درازی والزام تراشی کے بےلذت گناہ سے بچانے کے لئے اور پیروکارانِ امام اعظم کی آپ کے ساتھ محبت میں اضافہ کرنے کے لئے اس حقیقت کا بھی تفصیل سے اظہار کیا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دور دیکھا جبکہ آٹھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت سے مشرف بھی ہوئے۔

اصل کتاب ''ردالمحتار'' میں جن اصحاب علم وفضل سے روایات لی گئیں ان کے اسماءِ گرامی یا کنیت پر اکتفا کیا گیا، جبکہ اعلیٰ حضرت نے پورا نام مختصر تعارف کے ساتھ سفیرانِ علم کے لئے کام رہنمائی کردی ہے۔

چونکہ اصل کتاب اور حاشیہ عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے عام اردوخواں طبقہ اس کے استفادہ سے محروم چلا آرہا تھا، چنانچہ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے مفتی اہل سنت ابوالظفر علامہ غلام یٰسین صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ رضویہ، ملیر (سعود آباد۔ کراچی) کو بخشی، جنہوں نے نہ صرف یہ کہ اعلیٰ حضرت کی اس کاوش کو سلیس اردو زبان میں منتقل کیا بلکہ مفتیانِ کرام کے لئے استفادہ کی کئی راہیں آسان کردیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مترجم موصوف نے جہاں ترجمہ کا حق ادا کیا وہاں اصل نسخہ ''جد الممتار'' کی تلاش میں بڑے پاپڑ بیلے، تاہم خوشی کا مقام ہے کہ مترجم بحر علوم کے شناور وغواص ہونے کی وجہ سے امکانی حد تک اصل نسخہ پانے میں کامیاب ہوگئے۔ فللہ الحمد

مترجم موصوف نے اپنی کتاب ''مدالابصار ترجمہ جد الممتاعلیٰ رد المحتار'' میں اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی سوانح عمری جس اچھوتے اور دلچسپ انداز میں مرتسم فرمائی ہے اسے پڑھ کر میرا دل یہ کہنے پر مجبور ہے کہ کل بروز حساب اعلیٰ حضرت بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں ضرور درخواست گزار ہوں گے کہ امام بوصیریؒ کے قصیدے پر خوش ہوکر چادر مبارک کا تحفہ عطا فرمانے والے اے آقا ﷺ اپنے اس امتی غلام یٰسین امجدی کو بھی نظر کرم کے اعزاز سے نوازیئے۔

مترجم موصوف نے ''مدالابصار'' میں اصل کتاب ''ردالمحتار'' کے مصنف علامہ شامی کی سوانح حیات بھی شامل کرکے جہاں ایک اشد ضرورت کو پورا کیا ہے وہاں اپنی کتاب کو چار چاند بھی لگادیئے''۔

مدّ الابصار کا لفظ لفظ دل کشی ودل نشین، سادہ، عام فہم اور ہر قاری کے لئے یکساں مفید ہے۔ دیدہ زیب سرورق، طباعت اور مضبوط و معیاری جلد بندی اور عمدہ کاغذ وطباعت نے کتاب کے حسن کو چار چاند لگادیئے ہیں۔ لیکن کتابت کی پروف ریڈنگ صحیح طور پر نہ ہوسکنے کے سبب اغلاط بہت ہیں امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں اس پر توجہ دی جائے گی اور بیک کور ٹائٹل پر تصاویر کا معیار بھی قابل تعریف نہیں ہے اسے بھی دیدہ زیب بنانے کی ضرورت ہے۔

فوزمبین کی انگریزی زبان میں اشاعت

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی ردِّ حرکتِ زمین پر معرکۃ الآراء تصنیف ''فوزمبین'' کا انگریزی زبان میں ترجمہ پہلی بار ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل نے شائع کیا ہے۔ دیدہ زیب طباعت اور خوبصورت سرورق کے ساتھ اس کتاب کی تعارفی قیمت صرف ۱۵۰ روپے ہے۔ رمضان المبارک میں کتاب منگوانے پر ۵۰ فیصد رعایت دی جائے گی۔

ذکر و فکرِ رضا۔ جرائد و رسائل کے آئینہ میں

ترتیب: وزیر احمد شان القادری

نمبر شمار	نام رسائل	عنوان مذکورہ	نام مضمون نگار	صفحہ
۱۔(الف)	تجلیاتِ رضا بریلی سالنامہ اپریل ۲۰۰۵ء	حاشیہ اعلیٰ حضرت بر شرحِ شفا	مفتی عبدالمنان قبلہ اعظمی مبارکپوری	۳۴
(ب)	// // //	امام احمد رضا اور علمِ کلام	مفتی آلِ مصطفیٰ صاحب گھوسی	۴۰
(ج)	// // //	حسام الحرمین کا تعارف	مولانا عبدالسلام رضوی	۴۴
(د)	// // //	امام احمد رضا کے بعض اشعار کی تحلیل و تشریح	ڈاکٹر محمد شکیل اعظمی	۶۹
(ہ)	// // //	پندرہویں صدی کا مجدد	قاری امانت رسول	۱۰۴
(و)	// // //	خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمود جان صاحب	مولانا عبدالسلام رضوی	۱۵۸
(ز)	// // //	زندہ باد محبت کے امین	غلام مصطفیٰ قادری	۱۶۵
(ح)	// // //	مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کے چند پہلو	ڈاکٹر محمد حسن قادری	۱۵۶
۲۔	افکارِ رضا ممبئی اکتوبر/دسمبر ۲۰۰۴ء	ترجمہ کنزالایمان کا لسانی جائزہ	ڈاکٹر صابر سنبھلی	۳
۳۔	ضیائے اسلام جہلم جنوری/فروری ۲۰۰۵ء	یادِ اعلیٰ حضرت (غریبوں کے غمخوار)	ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد	۳۷
۴۔	ماہنامہ اہلِ سنت گجرات اگست ۲۰۰۵ء	اعلیٰ حضرت	مولانا محمد کاشف اقبال مدنی	۲۲
۵۔	ضیائے اسلام حیدرآباد دسمبر ۲۰۰۴ء	امام احمد رضا اور ردّ بدعات	ڈاکٹر پروفیسر مسعود احمد	۴۷
۶۔(الف)	رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اکتوبر ۲۰۰۵ء	نغماتِ رضا تضمین بر کلام امام احمد رضا	الحاج محمد حفیظ نیازی	۱۴
(ب)	// // //	زندہ باد اے مفتی احمد رضا۔۔۔!	// // //	۱۷
۸۔	ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی اگست ۲۰۰۵ء	کلام الامام امام الکلام	امام احمد رضا	۴
۹۔الف	ماہنامہ فیضانِ مصطفیٰ واہ کینٹ اکتوبر ۲۰۰۵ء	نشانِ منزل (امام اہلِ سنت)	پیر عبدالقادر صاحب	۳
(ب)	// // //	امام احمد رضا خاں بریلوی	حافظ سجاد احمد ساجد	۴۰
(ج)	// // //	انوار القرآن	پیر عبدالقادر صاحب	۸
۱۰۔	ماہنامہ مصلح الدین کراچی، اکتوبر ۲۰۰۵ء	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ	۸

روداد امام اہلسنت کانفرنس، گوجرانوالہ

(رپورٹ: مولانا محمد اجمل قادری، جامعۃ الرضا، موڑ ایمن آباد، گجرانوالہ۔)

ادارہ افکار القرآن گوجرانوالہ ۲۰۰۱ء میں قائم ہوا اس کے قیام کا مقصد ہی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت امام شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۲ مارچ ۲۰۰۵ء کو ہماری چوتھی سالانہ امام اہلسنت کانفرنس منعقد ہوئی۔

ہم نے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے شہزادہ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند، سیدی ومرشدی حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری دامت برکاتہم العالیہ کو دعوت دی تھی لیکن آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آنے سے معذرت کی اور پھر کمال شفقت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی جگہ خلیفہ و برادر زادہ مفتی اعظم ہند نبیرۂ استاذ زمن یادگار سلف حضرت علامہ محمد حبیب رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ اور نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ محمد سلمان رضا قادری دامت برکاتہم العالیہ کو بھیج دیتا ہوں۔

عشاء کی نماز کے بعد جب تلاوت ونعت خوانی کا سلسلہ شروع ہوا تو دیکھتے دیکھتے سارا پنڈال اعلیٰ حضرت کے دیوانوں سے بھر گیا۔ لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حافظ آباد، گکھڑ، کاموکے اور نہ جانے کہاں کہاں سے فاضل بریلوی کے عاشق اس کانفرنس میں شریک ہوئے۔

علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد اسٹیج پر جلوہ افروز تھی جن میں سے کئی حضرات نے بارگاہ امام احمد رضا میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی نعیم اختر خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک سارا پنڈال نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت سے گونجنے لگا اور پھر ادارہ افکار القرآن کے اراکین کے جھرمٹ میں نبیرۂ استاذ زمن مبلغ اسلام حضرت علامہ سلمان رضا خان قادری مدظلہ العالی اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے، فوراً ہی آپ کو دعوت خطاب دے دی گئی، جیسے ہی آپ نے استاذ زمن مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پڑھنا شروع کی سارا پنڈال ایک عجیب سی روحانی کیفیت سے سرشار نظر آنے لگا اس کے بعد آپ نے اپنے جد امجد سیّدی اعلیٰ حضرت کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

ایک مرتبہ پھر سارا پنڈل فلک شگاف نعروں سے گونجنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے خلیفہ و برادر زادہ مفتی اعظم ہند نبیرۂ استاذ زمن یادگار سلف حضرت علامہ محمد حبیب رضا خان صاحب اسٹیج پر رونق افروز ہوئے سفید داڑھی مبارک، عمامہ شریف، جبہ مبارک اور علم و عمل کے نور نے آپ کو روشنیوں سے ملتا جلتا انسان بنا دیا تھا، جیسے ہی آپ نے خطاب فرماتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند کا تذکرہ چھیڑا تو ہر آنکھ اشکبار نظر آنے لگی۔ آپ نے جتنے بھی جملے ارشاد فرمائے سب کے سب دلوں میں اترتے چلے گئے۔ خطاب کے بعد پنڈال میں موجود ایک کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر داخلِ سلسلہ ہوئی اور سلام اور دعا پر اس محفلِ پاک کا اختتام ہوا۔

۲۶،۲۵ مارچ امام احمد رضا کانفرنس:

حضرت علامہ مفتی محمد نعیم اختر صاحب کے زیر اہتمام مرکزی

جامع مسجد انوار حبیب غلہ منڈی کاموکئے میں ان دونوں شہزادوں کی آمد پر امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔

۲۶ مارچ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء مرکزی جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ میں پاسبانِ مسلک رضا حضرت علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالیٰ کی زیر سرپرستی یوم رضا کا عظیم الشان پروگرام تھا۔ صلوٰۃ وسلام اور حضرت علامہ مولانا حبیب رضا خاں صاحب کی خصوصی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

لاہور تشریف آوری: ۲۷ مارچ روز اتوار ان دونوں بزرگوں نے ایک روزہ دورے پر لاہور جانا تھا، تقریباً چار بجے ہم لوگ جناب غلام اویس قادری رضوی صاحب کی رہائش گاہ بمقام شاد باغ لاہور پہنچے ان کے گھر بعد از نماز مغرب محفل پاک تھی جس میں حضرت سلمان رضا صاحب نے خصوصی نعت پڑھی حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ٹیلی فون پر خطاب فرمایا اور حضرت علامہ محمد حبیب رضا خاں قادری کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔

امام احمد رضا کانفرنس، مکھن پورہ، لاہور: اسی روز بعد نماز عشاء مکھن پورہ میں امام احمد رضا کانفرنس سے ان دونوں حضرات نے خطابات فرمائے اور بہت سے لوگ حضرت علامہ محمد حبیب رضا خاں صاحب کے دست اقدس پر داخل سلسلہ ہوئے اور اسی رات ہم واپس موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ پہنچ گئے۔

امام احمد رضا کانفرنس، گکھڑ: ۲۸ مارچ بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء مرکزی جامع مسجد پیر عبداللہ شاہ گکھڑ منڈی میں ایک عظیم الشان امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا پروفیسر عبدالرحمٰن جامی اور حافظ عبدالرشید شاہد القادری صاحب کی دعوت پر یہ دونوں بزرگ اس کانفرنس میں بھی شریک ہوئے اور خطابات بھی فرمائے۔

اس کے علاوہ:

جہاں ان دونوں بزرگوں کی رہائش کا بندوبست تھا وہاں روزانہ محفلِ نعت کا بندوبست ہوتا تھا۔ حضرت قبلہ سلمان رضا خاں قادری کلامِ استاذِ زمن یا کلام رضا پڑھتے تھے اور حضرت قبلہ علامہ محمد حبیب رضا خاں قادری خصوصی دعا فرماتے تھے۔

روزانہ بعد از نمازِ عصر ملاقات کا وقت مقرر تھا اور دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے آتے تھے اور فیض رضا سے مستفیض ہوتے تھے، اس طرح سیکڑوں لوگ حضرت قبلہ حبیب رضا خاں صاحب کے دست اقدس پر داخل سلسلہ ہوئے۔ حضرت کو حضور مفتی اعظم ہند ﷺ سے اجازت وخلافت حاصل ہے اور میں تو کہوں گا حضرت حبیب رضا صاحب کو حضور مفتی اعظم ہند سے عشق ہے، جب بھی آپ سے حضور مفتی اعظم کی کوئی بات سنانے کو کہا گیا آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اس فقیر حقیر کو حضرت کے ساتھ دن رات رہنے کا شرف حاصل ہوا میں نے آپ کو اسلاف کی مکمل تصویر پایا اور عالم باعمل دیکھا، سچ ہے کہ ایسے بزرگوں کی وجہ سے دین کا بھرم قائم ہے۔

روانگی:

۳۱ مارچ بروز جمعرات جب ان دونوں حضرات کی روانگی کا وقت آیا تو یہ دونوں حضرات یوں گویا ہوئے کہ ہم یہاں سے بہت خوش جا رہے ہیں اور آئندہ بھی موقع ملا تو ضرور آئیں گے۔ تیرہ دن رہنے کے بعد جب یہ بزرگ رخصت ہوئے تو ہر آنکھ اشکبار نظر آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ بریلی شریف کے تمام بزرگوں بالخصوص سیّدی و مرشدی حضرت تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کا سایہ دراز فرمائے۔

✉

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

ترتیب: عمار ضیاء خان

کفل الفقیہ کی بیروت سے اشاعت

سلام مسنون، مزاج گرامی!

والا نامہ اور معارفِ رضا تشریف لا کر باعثِ فرحت و مسرت ہوئے۔ آپ کا اداریہ حسب معمول جاندار اور زور دار ہے۔ کفل الفقیہ کی بیروت (لبنان) سے اشاعت اور ''حیات محدث اعظم'' پر تبصرہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ وگرنہ ہمارے علمائے کرام تو اس اندازِ تصنیف یعنی حوالہ جات کا اسلوب دیکھ کر حیرت ظاہر فرما رہے تھے۔ ادارہ کی جانب سے تحسین سے میرا حوصلہ بلند ہوا اور مزید یہ ثابت ہوا کہ جدید انداز تصنیف یعنی حوالہ جات، کتابیات کا انداز صفحات کا ضیاع نہیں بلکہ موجودہ دور کی ضرورت ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ پروفیسر دلاور خاں صاحب نے ساری کتاب کا مطالعہ فرمایا اور پھر واقعی بھرپور تبصرہ فرمایا۔ احقر کی جانب سے ان کی خدمت میں کلمات تشکر پیش کیجئے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت ﷫ کی سوانح پر کام کرنے کا حکم فرمایا، ٹیلی فون پر پروفیسر دلاور خان صاحب نے بھی مزید تاکید فرمائی۔ میرے لئے یہ کام سعادت ہے، لیکن آپ کی جانب سے رہنمائی و مواد کی فراہمی بہت ضروری ہے۔ میں نے پہلے باب پر کام شروع کر دیا ہے۔ میرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تمام مواد کا مطالعہ کرتا ہوں اور مختلف ابواب کے حوالہ جات نوٹ کرتا چلا جاتا ہوں۔ آخر میں تحریر کرتا ہوں۔ سو مطالعہ کے ساتھ ساتھ حوالہ جات نوٹ کرتا جا رہا ہوں۔ بہت بڑا کام ہے، جو محنت طلب بھی ہے اور ذمہ داری کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ تاج دار بریلی کانفرنس بہت کامیاب رہی اور احقر نے اپنے بیان میں ادارہ کی خدمات کا بالخصوص ذکر کیا۔

لاہور میں آپ نے فرمایا تھا کہ اسی موضوع پر پی۔ ایچ ڈی بھی ہوسکتی ہے، لیکن کیسے ہوگی؟ آپ کے والا نامہ میں اس کا تذکرہ نہیں۔ پروفیسر دلاور خاں صاحب سے گزارش ہے کہ وہ رہنمائی فرمائیں۔

محمد عطاء الرحمٰن قادری

فتاویٰ مصطفویہ کا نثری اسلوب

محترم جناب ایڈیٹر صاحب، معارفِ رضا

کافی دن ہوئے حضور کی خیریت نہیں ملی۔ رسالہ کے لئے ایک مضمون ''فتاویٰ مصطفویہ'' کا نثری اسلوب روانہ ہے۔ امید ہے کسی قریبی شمارے میں ضرور جگہ دیں گے۔ گو Zerox Copy اچھی نہیں آتی ہے تاہم مضمون پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔

مالک صاحب کا مضمون قرآن اور ایٹمی نظریہ اچھا ہے مگر تشنہ ہے انہیں امام احمد رضا کے نظریہ ''جزو لایتجزیٰ'' کو بھی بحث میں لانا چاہئے تھا۔ اگر وہ یہ کام کر دیں تو بہتر ہوگا۔

دعاؤں میں یاد رکھئے اور کار لائقہ سے بھی والسلام۔

عبدالنعیم عزیزی بریلی شریف (بھارت)

ماہِ رواں میں وصول ہونے والی کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	صفحات	قیمت	پبلشر/ ناشر
۱۔	جنگِ آزادی میں علامہ فضل حق خیرآبادی کا کردار	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۷	دعائے خیر	نوری مشن، مالیگاؤں، انڈیا
۲۔	امام احمد رضا کی عالمی اہمیت	انگریز نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون	۱۶	دعائے خیر	نوری مشن، مالیگاؤں، انڈیا
۳۔	اغثنی یا رسول اللہ ﷺ	مولانا محمد منشا تابش قصوری	۱۹۲	دعائے خیر	رضا اکیڈمی، لاہور (محبوب روڈ، رضا چوک، چاہ میراں)
۴۔	جواہرِ تضمین	سید صابر حسین شاہ بخاری	۹۴	دعائے خیر	// // //
۵۔	بارانِ رحمت	محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری	۴۲	دعائے خیر	// // //
۶۔	امام احمد رضا اور ملک العلماء	سید صابر حسین شاہ بخاری	۷۵	دعائے خیر	// // //
۷۔	امام احمد رضا اور مجاذیب	سید صابر حسین شاہ بخاری	۳۷	دعائے خیر	// // //
۸۔	سورۃ والضحیٰ کے تراجم میں کنز الایمان کا مقام	سید صابر حسین شاہ بخاری	۲۰	دعائے خیر	// // //
۹۔	تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن	امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ	۴۸	۱۵ روپے	رضوی کتاب گھر، ۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی، انڈیا
۱۰۔	کہی ان کہی	علامہ عبدالستار ہمدانی	۵۶	درج نہیں	مرکزِ اہلسنت برکاتِ رضا، پور بندر، گجرات، انڈیا
۱۱۔	اہلِ قبلہ کی تکفیر	مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی	۸۸	درج نہیں	جامعہ نوریہ اتر دیناجپور، بنگال
۱۲۔	حریمِ شوق (مجموعۂ نعت)	بدر القادری	۱۲۰	درج نہیں	المجمع الاسلامی، پوسٹ بکس ce۲۵۰۰۔ ۱۹۱۴۲، ڈین ہاگ، ہالینڈ
۱۳۔	مرثیۂ گنگوہی علمائے دیوبند کی نظر میں	خلیل احمد رانا	۶۴	۲۰ روپے	الدار السنیۃ، ۹۵۔ اندریا اسٹریٹ، ناگپاڑہ، ممبئی ۸، انڈیا
۱۴۔	ملفوظاتِ حافظ ملت	مولانا اختر حسین فیضی مصباحی	۱۳۶	۳۵ روپے	المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا۔
۱۵۔	سجدۂ تعظیمی حرمت	امام احمد رضا خاں قادری	۵۶	درج نہیں	بزمِ رضا جماعت رابعہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، انڈیا

Monthly **"Ma'arif-e-Raza"** Karachi

پیغامِ رضا امّتِ مسلمہ کے نام!

فروغِ تعلیم اور امّتِ مسلمہ کے کامیاب مستقبل کے لئے

امام احمد رضا کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، با قاعدہ تعلیمیں ہوں،

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں،

۳۔ مُدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں،

۴۔ طبائعِ طلبہ کی جانچ ہو، جس کے کام کو زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے،

۵۔ ان میں جو تیار ہو جائیں، تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و مناظرتاً اشاعتِ دین و مذہب کریں،

۶۔ حمایتِ مذہب و ردِّ بد مذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں،

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں،

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں
آپ سرکوبیٔ اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں،

۹۔ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف دے کر فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو، لگائے جائیں،

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں،

حدیث کا ارشاد ہے کہ: ''آخر زمانے میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا''

اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔

﴿فتاویٰ رضویہ (قدیم) جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۱۳۳﴾